آیاتہا ۱۸ ﴿ سُوْرَۃُ الْحُجُرٰتِ مَدَنِیَّۃٌ ۴۹ ﴾ رکوعاتہا ۲

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: سورۃ حجرات مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝

"اے ایمان والو! آگے نہ بڑھا کرو اللہ اور اس کے رسول سے اور ڈرتے رہا کرو اللہ تعالیٰ سے، بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا، جاننے والا ہے"۔

امام بخاری، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ بنی تمیم کے گھوڑ سواروں کی ایک جماعت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا قعقاع بن معبد کو امیر مقرر کیا جائے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں بلکہ اقرع بن حابس کو امیر بنایا جائے۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم نے فقط مجھ سے اختلاف کا ارادہ لیا ہے۔ لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: میں نے آپ کی مخالفت کا قصد نہیں کیا۔ پس اسی وجہ سے دونوں کے درمیان گفتگو کا تکرار ہونے لگا یہاں تک کہ دونوں کی آواز بلند ہوگئی۔ تو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔(2)

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہم اللہ نے حلیہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیر بیان کی ہے کہ لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ یعنی تم کتاب وسنت کے خلاف کچھ نہ کہو۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ لوگ کہا کرتے تھے اگر اس کے بارے (کچھ) نازل کیا جائے اور اس کی وضع اس اس طرح ہو۔ سو اللہ تعالیٰ نے اسے ناپسند فرمایا اور اسی کے بارے میں مذکورہ حکم فرمایا۔(4)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیر بھی بیان کی ہے کہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کلام کرنے سے منع کیا گیا۔(5)

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر السور التی نزلت بالمدینۃ، جلد 7، صفحہ 143 (عن الحسن) دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ صحیح بخاری تفسیر سورۃ حجرات، جلد 2، صفحہ 718، وزارت تعلیم اسلام آباد

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 134، دار احیاء التراث العربی بیروت　4۔ ایضاً　5۔ ایضاً

marfat.com

Marfat.com

امام عبد بن حمید، ابن جریر، اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ قربانی کے دن کچھ لوگوں نے اپنے جانور رسول اللہ ﷺ کی قربانی سے پہلے ذبح کر دیئے۔ تو آپ نے انہیں حکم دیا کہ وہ دوبارہ جانور ذبح کریں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ۔ (1)

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے الاضاحی میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے نماز عید سے پہلے اپنی قربانی کا جانور ذبح کیا۔ تو اس کے بارے یہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ تم نبی مکرم ﷺ کے روزہ رکھنے سے پہلے روزے نہ رکھو۔

امام ابن نجار نے تاریخ میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت نقل کی ہے کہ لوگ رمضان المبارک آنے سے ایک یا دو دن پہلے ہی روزے رکھنا شروع کر دیتے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔

امام طبرانی نے الاوسط میں اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ کچھ لوگ مہینے کا آغاز اس کے آنے سے پہلے کر لیتے اور حضور نبی کریم ﷺ سے پہلے ہی روزے رکھنے لگتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے یہ آیت نازل فرمائی۔

امام سعید بن منصور نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے اس طرح پڑھا ہے لَا تَقَدَّمُوْا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ تم رسول اللہ ﷺ کے پاس کسی شے کے بارے فیصلہ نہ کرو۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ آپ کی زبان پر فیصلہ فرما دے۔ (2) حفاظ نے کہا ہے: یہ تفسیر لَا تَقَدَّمُوْا یعنی تاء اور دال کے فتحہ کی قرأت کے مطابق ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝۲ اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ۝۳

"اے ایمان والو! نہ بلند کیا کرو اپنی آوازوں کو نبی (کریم) کی آواز سے اور نہ زور سے آپ کے ساتھ بات کیا کرو جس طرح زور سے تم ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہو۔ (اس بے ادبی سے) کہیں ضائع نہ ہو جائیں تمہارے اعمال اور تمہیں خبر تک نہ ہو۔ بے شک جو پست رکھتے ہیں اپنی آوازوں کو اللہ کے رسول کے سامنے یہی وہ لوگ ہیں مختص کر لیا ہے اللہ نے ان کے دلوں کو تقویٰ کے لیے۔ انہی کے لیے بخشش اور اجر عظیم ہے"۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 135، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 134

marfat.com
Marfat.com

امام بخاری، ابن منذر اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ قریب تھا دونوں عظیم اور اعلیٰ انسان ہلاک کر دیئے جاتے۔ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما دونوں کی آوازیں حضور نبی کریم ﷺ کے پاس اس وقت بلند ہوگئیں۔ جب بنی تمیم کی ایک جماعت آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئی تو ان دونوں میں سے ایک نے اقرع بن حابس کے بارے میں اور دوسرے نے ایک دوسرے آدمی کے بارے میں اشارہ کیا۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا تم نے صرف مجھ سے اختلاف کا ارادہ کیا ہے، تو انہوں نے جواب دیا میں نے تم سے اختلاف کا قصد نہیں کیا۔ پس اسی بحث مباحثہ میں دونوں کی آواز بلند ہوگئی۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ الآیہ۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا: اس آیت کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے (اتنی آہستہ آواز سے) گفتگو کرتے تھے (کہ وہ کسی اور کو سنائی نہ دیتی تھی) یہاں تک کہ آپ سے اس کے بارے دریافت کیا جاتا۔(1)

امام ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ کی سند سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے مجھے اسی طرح بیان کیا ہے۔(2)

امام ابن جریر اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ کی سند سے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ حضور نبی مکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ اسے اپنی قوم پر عامل (حاکم) مقرر فرما دو۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ اسے عامل نہ بنانا۔ پس دونوں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی موجودگی میں کلام کا تکرار کرنے لگے حتیٰ کہ دونوں کی آوازیں بلند ہوگئیں۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: تم نے فقط میری مخالفت کی ہے۔ انہوں نے جواب دیا میں نے تمہاری مخالفت کا قطعاً ارادہ نہیں کیا۔ تب مذکورہ آیت نازل ہوئی۔ پس اس آیت کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس جب بھی کلام کرتے تو وہ کسی کو سنائی نہ دیتا۔ یہاں تک کہ ان سے اس کے بارے پوچھا جاتا۔

امام بزار، ابن عدی، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب مذکورہ آیت نازل ہوئی تو میں نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ قسم بخدا! میں آپ سے کوئی کلام نہیں کروں گا مگر سرگوشے کرنے والے بھائی کی طرح۔(3)

امام عبد بن حمید، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابوسلمہ

1۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 718، وزارت تعلیم اسلام آباد

2۔ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، باب ومن سورۃ الحجرات، جلد 9، صفحہ 123 (3266)، دار الفکر بیروت

3۔ مستدرک حاکم، کتاب معرفۃ الصحابۃ، جلد 3، صفحہ 78 (4449)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ پر کتاب نازل فرمائی میں آپ سے کلام نہیں کروں گا مگر سرگوشے کرنے والے بھائی کی طرح یہاں تک کہ میں اللہ تعالیٰ سے جا ملوں گا۔ (یعنی مجھے موت آجائے گی)۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ لوگ اونچی آواز سے ایک دوسرے کے ساتھ کلام کرتے تھے اور اپنی آوازوں کو خوب بلند کر لیتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ کے بارے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلند آواز کے ساتھ نہ پکارو۔ بلکہ انتہائی نرم اور دھیمے انداز میں کہو یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم۔

امام احمد، بخاری، مسلم، ابو یعلی، بغوی نے معجم الصحابہ میں، ابن منذر، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ۝ حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کی آواز بہت بلند تھی۔ تو انہوں نے کہا: میں ہی وہ ہوں جو اپنی آواز کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر بلند کرتا ہوں۔ سو میرے عمل ضائع ہو گئے اور میں اہل نار میں سے ہو گیا۔ وہ انتہائی پریشان حال اور غمگین ہو کر اپنے گھر میں بیٹھ گئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حاضر نہ پایا۔ تو قوم کے بعض افراد ان کی طرف گئے اور انہیں جا کر بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں مفقود پایا ہے تمہیں کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: میں اپنی آواز کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز سے بلند کرتا ہوں اور میں آپ سے زور سے گفتگو کرتا ہوں۔ بس میرے عمل ضائع ہو گئے اور میں اہل نار میں سے ہو گیا۔ چنانچہ وہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور آپ کو حقیقت حال سے آگاہ کیا۔ تو کریم آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں بلکہ وہ تو اہل جنت میں سے ہے۔ پھر انہوں نے جنگ یمامہ میں جام شہادت نوش کیا۔

امام ابن جریر، طبرانی، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت محمد بن ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ جب یہ آیت نازل فرمائی: لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ الآیہ تو حضرت ثابت رضی اللہ عنہ راستے میں بیٹھ کر رونے لگے۔ تو عاصم بن عدی بن عجلان ان کے پاس سے گزرے۔ انہوں نے پوچھا: اے ثابت! تم کیوں رو رہے ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا اس آیت سے میں خوفزدہ ہو گیا ہوں کہ یہ میرے بارے میں ہی

1۔ مستدرک حاکم، تفسیر سورۂ حجرات، جلد 2، صفحہ 501 (3720)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 136، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com

Marfat.com

نازل ہوئی ہے۔ کیونکہ میں ہی بلند آواز آدمی ہوں۔ پس حضرت عاصم بن عدی رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور ان کے بارے آپ کو خبر دی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ اور اسے میرے پاس بلا لاؤ۔ وہ حاضر خدمت ہوئے تو آقائے دو جہاں ﷺ نے فرمایا: اے ثابت! کون سی شے تجھے رلا رہی ہے؟ تو عرض کی: میں بلند آواز آدمی ہوں اور میں ڈر رہا ہوں کہ یہ آیت میرے بارے میں ہی نازل ہوئی ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: "اَمَا تَرْضٰی اَنْ تَعِیْشَ حَمِیْدًا وَّتُقْتَلَ شَهِیْدًا وَّتَدْخُلَ الْجَنَّةَ؟" کیا تو اس سے راضی اور خوش نہیں ہے کہ تو قابل تعریف زندگی گزارے، شہادت کی موت سے سرفراز ہو اور جنت میں داخل ہو جائے؟ عرض کی: میں راضی ہوں۔ میں کبھی بھی اپنی آواز رسول اللہ ﷺ کی آواز پر بلند نہیں کروں گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ الآیہ۔ (1)

امام ابن حبان، طبرانی اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے المعرفہ میں حضرت اسماعیل بن محمد بن ثابت بن قیس بن شماس انصاری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ مجھے ہلاک ہونے کا خوف اور اندیشہ ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں؟ انہوں نے عرض کی اللہ تعالیٰ آدمی کو منع فرماتا ہے کہ ایسے کام کے سبب اس کی تعریف کی جائے جو اس نے نہیں کیا۔ حالانکہ میں اپنے بارے میں انتہائی پسندیدہ اور محبوب تعریف پاتا ہوں، اللہ تعالیٰ خود پسندی اور غرور سے روکتا ہے حالانکہ میں اپنے آپ کو انتہائی زیادہ حسن و جمال والا پاتا ہوں اور اللہ تعالیٰ ہماری آوازوں کے آپ کی آواز پر بلند ہونے سے روکتا ہے اور میں بلند آواز والا آدمی ہوں۔ تو اس کے جواب میں کریم آقا ﷺ نے فرمایا اے ثابت! کیا تو اس پر راضی اور خوش نہیں ہے کہ تو قابل تعریف زندگی گزارے، شہادت کی موت سے سرفراز ہو اور جنت میں داخل ہو؟ "یَا ثَابِتُ اَمَا تَرْضٰی اَنْ تَعِیْشَ حَمِیْدًا وَّتُقْتَلَ شَهِیْدًا وَّتَدْخُلَ الْجَنَّةَ؟" (2)

امام حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے الاطراف میں فرمایا: اسی طرح حضرت ابن حبان رحمہ اللہ نے اس روایت کو بیان کیا ہے اور اس میں اس پر کوئی دلیل نہیں ہے کہ اسماعیل نے یہ روایت ثابت سے خود سنی ہے۔ سو یہ روایت منقطع ہے۔

حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے موطأ میں حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے، انہوں نے اسماعیل سے اور انہوں نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: اور آگے مذکورہ روایت ذکر کی۔ اور انہوں نے موطا کے راویوں میں سے اکیلے سعید بن عفیر کے سوا کسی کا ذکر نہیں کیا اور فرمایا کہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: چونکہ اسماعیل نے حضرت ثابت رحمۃ اللہ علیہ کو نہیں پایا، اس لیے یہ روایت بالیقین منقطع ہے۔ انتہی۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت شمر بن عطیہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور آپ انتہائی غمزدہ اور پریشان حال تھے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا اے ثابت! کیا ہوا ہے کہ میں تجھے اس طرح دیکھ رہا ہوں؟ تو آپ نے عرض کی: وہ آیت جو آپ نے اس رات پڑھی۔ میں تو ڈر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 136، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ معجم کبیر، جلد 2، صفحہ 67، مطبعۃ الزہراء الحدیثہ موصل

marfat.com

Marfat.com

رہا ہوں کہ میرے اعمال ضائع ہو گئے۔ یعنی یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ۔ آپ کانوں سے بہرے تھے۔ اور عرض کی: سو میں ڈر رہا ہوں کہ وہ میں ہوں۔ کیونکہ میں نے اپنی آواز کو بلند کیا اور آپ کے ساتھ گفتگو بھی زور کے ساتھ کی۔ اور وہ میں ہی ہوں کہ میرے عمل ضائع ہو گئے اور مجھے احساس تک نہ ہوا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زمین پر چلو انتہائی خوشے اور مسرت کے ساتھ، کیونکہ تم اہل جنت میں سے ہو۔" فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمْشِ عَلَى الْاَرْضِ نَشِيْطًا فَاِنَّكَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ"۔ (1)

امام علامہ بغوی اور ابن قانع رحمہما اللہ نے معجم الصحابہ میں حضرت محمد بن ثابت بن قیس بن شماس سے اور انہوں نے حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر یہ آیت نازل ہوئی: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ تو میں اپنے گھر میں بیٹھ گیا۔ جب یہ خبر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو قابل تعریف اور خوش حال زندگی گزارے گا اور شہادت کی موت سے سرفراز ہوگا۔ چنانچہ وہ جنگ یمامہ میں شہید ہو گئے۔ (2)

امام علامہ بغوی، ابن منذر، طبرانی، حاکم، ابن مردویہ اور خطیب رحمہم اللہ نے المتفق والمفترق میں حضرت عطاء خراسانی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں مدینہ طیبہ حاضر ہوا اور انصار میں سے ایک آدمی سے ملاقات کی۔ میں نے کہا حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کی حدیث مجھے بیان فرمائیے۔ تو اس آدمی نے کہا میرے ساتھ اٹھو۔ چنانچہ میں اس آدمی کے ساتھ چل پڑا۔ یہاں تک کہ میں ایک عورت پر داخل ہوا۔ اس آدمی نے بتایا: یہ حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہے۔ جو آپ کا جی چاہے ان سے پوچھ لیجئے۔ میں نے اس سے کہا مجھے حدیث بیان کیجئے۔ تو اس نے کہا: میں نے اپنے باپ سے سنا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ پر یہ آیت نازل فرمائی: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ الآیہ تو وہ اپنے گھر میں داخل ہو گئے اور دروازہ بند کر لیا اور رونا شروع کر دیا۔ تو جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنے پاس حاضر نہ پایا تو فرمایا: ثابت کو کیا ہوا ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کی ہم تو نہیں جانتے انہیں کیا ہوا ہے۔ البتہ یہ معلوم ہے کہ انہوں نے اپنے اوپر اپنے گھر کا دروازہ بند کیا ہوا ہے اور وہ رو رہے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں بلا بھیجا اور پوچھا: تجھے کیا ہوا ہے؟ عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہ آیت نازل فرمائی ہے اور میں اونچی اور زوردار آواز والا ہوں۔ پس میں ڈر رہا ہوں کہ میرے عمل ضائع ہو گئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو ان میں سے نہیں ہے۔ بلکہ تو خیر کے ساتھ زندہ رہے گا اور خیر کے ساتھ ہی مرے گا۔ اس عورت نے کہا پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ پر یہ آیت نازل فرمائی۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ (لقمان) تو انہوں نے پھر اپنے اوپر دروازہ بند کر لیا اور رونا شروع ہو گئے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں غیر حاضر پایا تو دریافت فرمایا۔ ثابت کو کیا ہوا ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ قسم بخدا! ہم اس کی حالت کو نہیں جانتے۔ سوائے اس کے کہ اس نے اپنا دروازہ بند کر رکھا ہے اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 137، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ معجم الصحابہ، جلد 3، صفحہ 946، مکتبہ نزار الریاض

marfat.com

Marfat.com

روتے ہیں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے آپ کو بلا بھیجا اور پوچھا تجھے کیا ہوا ہے؟ عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہ آیت نازل فرمائی ہے: اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ (لقمان) قسم بخدا! میں حسن و جمال کو پسند کرتا ہوں اور میں یہ بھی پسند کرتا ہوں کہ میں اپنی قوم کا سردار بنوں۔ تو رسول ﷺ نے فرمایا: تو ان میں سے نہیں ہے۔ بلکہ تو قابل تعریف باعزت زندگی گزارے گا اور شہادت کی موت سے سرفراز ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ تجھے سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل فرمائے گا۔ پھر راویہ نے کہا: جب جنگ یمامہ ہوئی تو وہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسیلمہ کذاب کے مقابلہ کے لیے نکلے۔ جب اس کا سامنا رسول اللہ ﷺ کے اصحاب سے ہوا تو یہ بالکل ظاہر تھے۔ اس وقت حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے ابوحذیفہ کے غلام حضرت سالم سے کہا ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں اس طرح جنگ نہیں کرتے تھے۔ پھر دونوں نے اپنے لیے ایک ایک گڑھا کھودا اور قوم نے ان پر حملہ کر دیا (یعنی جنگ شروع ہوگئی) یہ دونوں انتہائی ثابت قدم رہے۔ یہاں تک کہ لڑتے لڑتے دونوں نے جام شہادت نوش کیا۔ اس وقت حضرت ثابت رضی اللہ عنہ انتہائی نفیس اور قیمتی زرہ پہنے ہوئے تھے۔ مسلمانوں میں سے ایک آدمی ان کے پاس سے گزرا تو اس نے وہ زرہ اتار لی۔ پھر مسلمانوں میں سے ایک آدمی سویا پڑا تھا کہ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ اسے خواب میں آئے اور فرمایا: میں تجھے ایک وصیت کرتا ہوں اس پر عمل کرنا۔ ایسا نہ ہو کہ تو اسے ایک خواب کہہ کر ضائع کر دے۔ جب گزشتہ کل مجھے شہید کیا گیا تو مسلمانوں میں سے ایک آدمی میرے پاس سے گزرا ہے، اس نے میری زرہ اٹھالی ہے۔ اس کا خیمہ لشکر کے آخر میں ہے اور اس کے خیمے کے پاس گھوڑا بندھا ہوا ہے جو آگے پیچھے اچھل کود رہا ہے اور اس نے زرہ پر پتھر کی ہانڈی الٹی کر رکھی ہے اور اس ہانڈی پر کجاوہ رکھا ہوا ہے۔ تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس جا اور انہیں جا کر کہہ کہ وہ میری زرہ کے لیے کسی کو بھیج کر اس سے زرہ لے لیں۔ اور جب تو خلیفہ الرسول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس جائے تو انہیں یہ اطلاع دینا کہ مجھ پر فلاں فلاں کا اتنا قرض واجب الادا ہے اور میرا اتنا قرض فلاں فلاں کے ذمہ ہے اور میرا فلاں فلاں غلام آزاد ہے۔ اور یہ نہ سمجھنا کہ یہ ایک فقط خواب ہے اور تو اسے ضائع کر دے۔ چنانچہ وہ آدمی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور آپ کو زرہ کے بارے اطلاع دی۔ تو آپ نے زرہ کے لیے آدمی بھیجا۔ تو اس نے دیکھا کہ خیمہ لشکر کے آخر میں ہے اور اس کے پاس ایک گھوڑا طویل رسی سے بندھا چر رہا ہے۔ پھر اس نے خیمے میں دیکھا تو اس میں کوئی آدمی نہ تھا۔ وہ خیمے میں داخل ہوگئے، اور کجاوے کو اٹھایا تو اس کے نیچے ایک ہانڈی تھی۔ پھر اسے اٹھایا تو اس کے نیچے زرہ پڑی ہوئی تھی۔ وہ اسے اٹھا کر حضرت خالد بن ولید کے پاس لے آئے۔ پھر جب وہ مدینہ طیبہ آئے تو اس آدمی نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اپنا خواب بیان کیا۔ تو آپ نے موت کے بعد ان کی وصیت کو جائز قرار دیا۔ اور مسلمانوں میں سے کوئی بھی نہیں جانتا کہ سوائے حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کے کسی کی موت کے بعد اس کی وصیت کو جائز قرار دیا گیا ہو۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ آیت لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ الآیہ حضرت قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کے بارے نازل ہوئی۔

marfat.com

Marfat.com

امام ترمذی، ابن حبان اور ابن مردویہ نے حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ بدوی لوگوں میں سے ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور زور دار آواز کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح بلانا شروع کر دیا یا محمد، یا محمد! صلی اللہ علیہ وسلم۔ تو ہم نے کہا: تیری ہلاکت ہو! اپنی آواز کو پست کر۔ کیونکہ تجھے اس سے منع کیا گیا ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ قسم بخدا! (میں اس طرح بلاتا رہوں گا) یہاں تک کہ میں اپنی بات انہیں سنالوں۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آگے آؤ۔ تو اس نے عرض کی: آپ کا اس آدمی کے بارے کیا خیال ہے جو ایک قوم سے محبت تو کرتا ہے لیکن ان سے مل نہیں سکا۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ'' آدمی کا انجام اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ وہ زیادہ محبت کرتا رہا۔

ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان میں سے حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ امْتَحَنَ کا معنی ''اَخْلَصَ'' (خالص کرنا مختص کرنا) ہے۔(1)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے اسی کے بارے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پسندیدہ کاموں کے لیے ان کے دلوں کو خالص کر دیا۔(2)

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ کسی آدمی نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا یا امیر المومنین! کیا وہ آدمی جو نہ برائی کی خواہش کرتا ہے اور نہ اس کے مطابق عمل کرتا ہے وہ افضل ہے یا کہ وہ آدمی جو برائی کی خواہش تو کرتا ہے اور اس کے مطابق عمل نہیں کرتا؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواباً لکھا بلاشبہ وہ لوگ افضل ہیں جو برائی کی اشتہاء تو رکھتے ہیں مگر اس کے مطابق عمل نہیں کرتے اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰی ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِیْمٌ۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت مکحول رحمۃ اللہ علیہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابن آدم (انسان) کا نفس جوان رہتا ہے اگرچہ اس کا بدن بوڑھا بھی ہو جائے سوائے ان لوگوں کے جن کے دل کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے لیے مختص کر دیا ہے اور وہ بہت قلیل ہیں۔

امام ابن مبارک رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے: تم میں سے ہر ایک کا نفس کسی شے کی محبت سے ہمیشہ جوان رہتا ہے۔ اگرچہ اس کے سینے کی ہڈیاں بوڑھی بھی ہو جائیں۔ سوائے ان لوگوں کے جن کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے لیے مختص کر دیا ہے اور وہ بہت قلیل ہیں۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ۝ وَ لَوْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 139، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً

marfat.com
Marfat.com

أَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

''بے شک جو لوگ پکارتے ہیں آپ کو حجروں کے باہر سے ان میں سے اکثر نا سمجھ ہیں۔ اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ باہر تشریف لاتے ان کے پاس تو یہ ان کے لیے بہت بہتر ہوتا۔ اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے''۔

امام احمد، ابن جریر، ابو القاسم بغوی، ابن مردویہ اور طبرانی رحمہم اللہ نے سند صحیح کے ساتھ ابو سلمہ بن عبد الرحمن کی سند سے حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے محمد! ﷺ ہماری طرف باہر تشریف لائیے۔ تو آپ ﷺ نے کوئی جواب نہ دیا۔ تو پھر کہا: اے محمد! ﷺ بے شک میرا تعریف کرنا زینت ہے اور میرا مذمت کرنا عیب ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ اللہ (کے قبضہ اختیار میں) ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ: ابن منیع نے کہا ہے: میں نہیں جانتا کہ اقرع کی یہ روایت اس سند کے بغیر بھی بیان کی گئی ہو۔ (1)

امام ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ کے تحت فرمایا: ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: اے محمد! ﷺ بے شک میری تعریف زینت ہے اور میری مذمت عیب ہے۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔ (2)

امام ابن راہویہ، مسدد، ابو یعلی، طبرانی، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے سند حسن کے ساتھ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ عرب کے کچھ لوگ جمع ہوئے اور انہوں نے کہا: اس آدمی کی جانب چلو۔ پس اگر وہ نبی ہے تو پھر ہم تمام لوگوں سے بڑھ کر سعادت مند ہو گئے اور اگر وہ بادشاہ ہے تو ہم اس کے زیر سایہ زندگی گزاریں گے۔ میں حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور جو کچھ انہوں نے کہا تھا اس کے بارے آپ ﷺ کو خبر دی۔ چنانچہ وہ آپ کے حجرہ کی طرف آئے اور آپ کو آوازیں دینے لگے یا محمد! (ﷺ) تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ تو رسول اللہ ﷺ نے میرا کان پکڑا اور فرمانے لگے اے زید! اللہ تعالیٰ نے تیرے قول کی تصدیق کر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تیرے قول کی تصدیق کر دی ہے۔ (3)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ کہ ایک آدمی حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے محمد! (ﷺ) بے شک میری مدح باعث زینت و فخر ہے اور میری مذمت عیب اور نکتہ چینی ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مدح و مذمت اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوتی ہے تو اس پر مذکورہ آیت نازل ہوئی۔ (4)

امام ابن منذر نے ابن جریج سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مجھے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی جانب سے خبر دی گئی کہ بنی تمیم کے ایک آدمی اور بنی اسد بن خزیمہ کے ایک آدمی دونوں نے ایک دوسرے کو گالی گلوچ دیں۔ پس اسدی نے کہا اِنَّ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 140، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ جلد 26، صفحہ 141

marfat.com

Marfat.com

الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ یہ بنی تمیم کے بدوی لوگوں کا طریقہ ہے۔ تو حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تمیمی فقیہ اور دانا ہوتا (تو کہتا) بے شک اس کا پہلا حصہ بنی تمیم کے بارے ہے اور اس کا آخری حصہ بنی اسد کے بارے ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حبیب بن ابی عمرہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میرے اور بنی اسد کے ایک آدمی کے درمیان گفتگو ہوئی۔ اسدی نے کہا اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ بنی تمیم کا طریقہ ہے۔ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ۝ (وہ اکثر ناسمجھ ہیں) تو میں نے اس کا تذکرہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے کیا۔ تو انہوں نے فرمایا: کیا تو بنی اسد کے بارے میں یہ نہیں کہے گا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا (الحجرات: 17) کیونکہ عرب اسلام نہیں لائے یہاں تک کہ ان سے قتال کیا گیا اور ہم بغیر جنگ وقتال کے اسلام لائے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت انہیں کے بارے نازل فرمائی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بنی اسد کے ایک آدمی نے بنی تمیم کے ایک آدمی کو کہا اور یہ آیت تلاوت کی: اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ۝ یہ بنی تمیم کے بارے ہے۔ جب تمیمی اٹھ کر چلا گیا تو حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: بلاشبہ اگر تمیمی جانتا ہوتا۔ اس کے بارے جو اللہ تعالیٰ نے بنی اسد کے بارے نازل کیا ہے تو یقیناً بات کرتا۔ ہم نے پوچھا ان کے بارے میں کیا نازل کیا گیا ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے بے شک ہم اطاعت و فرمانبرداری کرتے ہوئے اسلام لائے اور بے شک یہ ہمارا حق ہے (اور ہمارے ذمہ واجب ہے) تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا...... بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ بنی تمیم کے بدوی لوگوں کے بارے ہے۔ (1)

امام ابن مندہ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت یعلی بن اشدق رحمہ اللہ کی سند سے حضرت سعد بن عبد اللہ سے روایت ذکر کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ سے مذکورہ آیت کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ بنی تمیم کے بداخلاق اور اجڈ قسم کے لوگ تھے۔ اگر یہ لوگ کانے دجال کو قتل کرنے کے لیے دوسرے لوگوں سے بڑھ کر طاقت ور اور مضبوط نہ ہوتے۔ تو میں ان کے بارے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ وہ انہیں ہلاک کر دے۔

امام ابن اسحاق اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ایک دفعہ ستر، اسی افراد پر مشتمل بنی تمیم کا ایک وفد مدینہ طیبہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ ان میں زبرقان بن بدر، عطارد بن معید، قیس بن عاصم، قیس بن حارث اور عمرو بن اہتم بھی تھے۔ ان کے ساتھ عیینہ بن حصن بن بدر فزاری بھی چل پڑا۔ یہ وفد ہر گھاٹی طے کرتا رہا یہاں تک کہ وہ (لوگ) رسول اللہ ﷺ کے حجرہ مبارک کے پاس آ گئے اور حجروں کے باہر سے ہی آپ ﷺ کو اپنی اکھڑ زبان کے ساتھ آوازیں دینے لگے: یَا مُحَمَّدُ اخْرُجْ اِلَیْنَا، یَا مُحَمَّدُ اخْرُجْ اِلَیْنَا، یَا مُحَمَّدُ اخْرُجْ اِلَیْنَا۔ یعنی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 41-140، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com

Marfat.com

حضور ﷺ کا نام نامی لے کر کہنے لگے کہ ہمارے پاس باہر آیئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے آئے تو ان لوگوں نے شیخی بگھارتے ہوئے کہا: ''یَا مُحَمَّدُ اِنَّ مَدْحَنَا زَیْنٌ وَّاِنَّ شَتْمَنَا شَیْنٌ، نَحْنُ اَکْرَمُ الْعَرَبِ'' یعنی ہم جس کی مدح کرتے ہیں وہ اس کے لیے باعث زینت ہوتی ہے اور جس کی مذمت کرتے ہیں وہ اس کے لیے باعث عیب بن جاتی ہے اور ہم تمام عربوں سے اشرف و اعلیٰ ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کَذَبْتُمْ بَلْ مَدْحَۃُ اللّٰہِ الزَّیْنُ وَشَتْمُہُ الشَّیْنُ وَاَکْرَمُ مِنْکُمْ یُوْسُفُ بْنُ یَعْقُوْبَ بْنِ اِسْحَاقَ بْنِ اِبْرَاھِیْمَ'' اے بنی تمیم! تم نے غلط بیانی سے کام لیا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی مدح باعث زینت ہے اور اس کی مذمت باعث تحقیر ہے اور تم سے اشرف و اعلیٰ حضرت یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام ہیں۔ پھر انہوں نے کہا بے شک ہم تو آپ کے پاس آئے ہیں تاکہ ہم آپ کے ساتھ اظہار مفاخرت کریں۔ پس طویل وقت تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ آخر میں یہ ہوا کہ تمیمی اٹھے اور انہوں نے کہا: قسم بخدا! بلاشبہ اسی آدمی کے لیے (سب کچھ) بنایا گیا ہے۔ اس کا خطیب اٹھا، تو وہ ہمارے خطیب سے اعلیٰ اور بلند مرتبہ خطیب تھا اور اس کا شاعر ہمارے شاعر کی نسبت زیادہ وقیع اور اپنے فن کا ماہر تھا۔ راوی کا بیان ہے کہ انہیں لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی اور اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ۝ کے بارے فرمایا کہ یہ پہلی قرأت میں تھا۔

امام ابن سعد، امام بخاری نے الادب میں، ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں حضور نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کے گھروں میں داخل ہوتا تھا، تو میں اپنے ہاتھ سے ان کی چھتوں کو چھو لیتا تھا۔ (1)

امام بخاری نے الادب میں، ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت داؤد بن قیس رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے ازواج مطہرات کے حجروں کو اس حال میں دیکھا کہ وہ کھجور کی ٹہنیوں سے بنائے گئے اور باہر سے وہ بالوں سے بنے ہوئے کمبل کے ساتھ ڈھانپے ہوئے تھے۔ میرا گمان یہ ہے کہ ایک کمرے کی چوڑائی حجرہ کے دروازہ سے بیت کے دروازے تک تقریباً چھ، سات ذراع تھی اور اندر سے کمرے کی لمبائی دس ذراع تھی۔ اور میرا خیال یہ ہے کہ بیت کی چھت سات، آٹھ ذراع کے درمیان ہوگی۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت عطا خراسانی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کے حجروں کو اس حالت میں پایا ہے کہ وہ کھجور کی ٹہنیوں سے بنے ہوئے تھے۔ ان کے دروازوں پر سیاہ بالوں سے بنے ہوئے کمبل تھے۔ پس ولید بن عبدالملک کا خط آیا۔ وہ پڑھنے لگا اور اس نے حکم دیا کہ ازواج مطہرات کے حجرے مسجد نبوی میں شامل کر دیئے جائیں۔ میں نے اس دن سے زیادہ اسے روتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا۔ پس میں نے اس دن حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا: قسم بخدا! میری پسند یہ تھی کہ وہ انہیں اپنے حال پر چھوڑ دیتے۔ اہل مدینہ سے لوگ پیدا ہوں گے۔ اور ساری کائنات سے یہاں آنے والے آئیں گے۔ تو وہ مشاہدہ کرتے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیات طیبہ

1۔ شعب الایمان، باب فی الزہد، جلد 7، صفحہ 397 (10734)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

میں کس شے پر اکتفا کیا ہے اور یہ چیزیں لوگوں کو مال کی کثرت اور مفاخرت میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے سے روکتیں اور دور رکھتیں۔ اسی دن حضرت ابوامامہ بن سہل بن حنیف نے کہا: کاش! انہیں اپنی حالت پر چھوڑ دیا جاتا اور نہ گرایا جاتا۔ تاکہ لوگ بلند و بالا عمارتیں بنانے سے باز رہتے۔ اور وہ یہ مشاہدہ کرسکتے کہ کون سی شے کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لیے پسند کیا ہے (اور کس شے پر وہ آپ سے راضی ہوا ہے) حالانکہ دنیا کے خزانوں کی چابیاں آپ کے دست مبارک میں تھیں۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًاۢ بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ۞ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۭ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۞ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۞

"اے ایمان والو! اگر لے آئے تمہارے پاس کوئی فاسق کوئی خبر تو اس کی خوب تحقیق کرلیا کرو، ایسا نہ ہو کہ تم ضرر پہنچاؤ کسی قوم کو بے علمی میں پھر تم اپنے کیے پر پچھتانے لگو۔ اور خوب جان لو تمہارے درمیان رسول اللہ تشریف فرما ہیں۔ اگر وہ مان لیا کریں تمہاری بات اکثر معاملات میں تو تم مشقت میں پڑ جاؤ۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے محبوب بنا دیا ہے تمہارے نزدیک ایمان کو اور آراستہ کردیا ہے اسے تمہارے دلوں میں اور قابل نفرت بنا دیا ہے تمہارے نزدیک کفر، فسق اور نافرمانی کو۔ یہی لوگ راہ حق پر ثابت قدم ہیں۔ (یہ سب کچھ) محض اللہ کا فضل اور انعام ہے۔ اور اللہ سب کچھ جاننے والا، بڑا دانا ہے"۔

امام احمد، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مندہ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے سند جید کے ساتھ حضرت حارث بن ضرار خزاعی رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ تو آپ ﷺ نے مجھے اسلام کی طرف دعوت دی۔ میں نے اسے قبول کرلیا اور اسلام کی سعادت سے بہرہ ور ہوگیا۔ پھر آپ ﷺ نے مجھے زکوٰۃ کا حکم قبول کرنے کو ارشاد فرمایا۔ تو میں نے اس کا بھی اقرار کرلیا۔ پھر میں نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ میں اپنی قوم کی طرف واپس جاتا ہوں۔ پس میں انہیں اسلام قبول کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کی طرف دعوت دوں گا۔ جنہوں نے میری اس دعوت کو قبول کرلیا، میں ان سے زکوٰۃ جمع کرلوں گا۔ یارسول اللہ! ﷺ آپ میری طرف اپنا قاصد روانہ فرمائیں گے۔ اس اس طرح اس کی وضاحت کی جائے گی۔ تاکہ جو زکوٰۃ میں نے جمع کی ہوگی وہ آپ کے پاس لے آئے گا۔ پس جب حارث ان لوگوں سے زکوٰۃ وصول کرچکے جنہوں نے ان کی دعوت کو قبول کیا تھا۔ اور وہ تفصیلات جنہیں ان کی طرف بھیجنے کا رسول اللہ ﷺ نے ارادہ فرمایا تھا وہ

marfat.com

Marfat.com

ان تک پہنچا چکے۔ تو قاصد رک گیا اور وہاں نہ آسکا۔ حارث نے یہ گمان کیا کہ اس سے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول معظم ﷺ کی ناراضگی ظاہر ہوتی ہے۔ چنانچہ اپنی قوم کے خوشحال اور ذی مرتبہ لوگوں کو بلایا اور ان سے کہا بے شک رسول اللہ ﷺ نے میرے لیے وقت معین فرمایا تھا کہ آپ اپنا قاصد میری طرف بھیجیں گے۔ تاکہ جو زکوۃ کا مال میرے پاس ہے وہ لے جائے اور رسول اللہ ﷺ کی جانب سے وعدہ خلافی ممکن نہیں۔ اس لیے میرا تو یہ خیال ہے کہ آپ ﷺ کے قاصد کا نہ آنا آپ کی ناراضگی کی وجہ سے ہے۔ لہٰذا چلو ہم خود آقا دو جہاں ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں۔ ادھر حضور نبی اکرم ﷺ نے ولید بن عقبہ کو حارث کی طرف بھیجا تاکہ جو مال زکوۃ اس کے پاس جمع ہوا وہ اکٹھا کر کے لے آئے۔ جب ولید نے چلتے ہوئے کچھ راستہ طے کر لیا تو وہ گھبرا گیا اور واپس لوٹ آیا۔ اور اس نے رسول اللہ ﷺ سے آکر کہا کہ حارث نے زکوۃ میرے حوالے کرنے سے انکار کر دیا ہے اور اس نے میرے قتل کا ارادہ کیا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے حارث کی طرف ایک دستہ بھیجا۔ حارث اپنے ساتھیوں کو ساتھ لے کر حاضر خدمت ہوا۔ ابھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھیجا ہوا دستہ مدینہ طیبہ سے نکلا ہی تھا کہ حارث کی ان سے ملاقات ہوگئی۔ تو انہوں نے کہا: یہی حارث ہے۔ جب اس نے ان سے ملاقات کی تو ان سے پوچھا۔ تم کس کی طرف بھیجے گئے ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا تیری طرف۔ اس نے پوچھا کیوں؟ انہوں نے بتایا رسول اللہ ﷺ نے ولید بن عقبہ کو تیری طرف بھیجا اور اسے یہ گمان ہوا ہے کہ تو نے اسے زکوۃ حوالے کرنے سے انکار کر دیا ہے اور تو نے اسے قتل کرنا چاہا ہے۔ حارث نے جواب دیا نہیں قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا! نہ میں نے اسے دیکھا اور نہ وہ میرے پاس آیا۔ پس جب حارث رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو نے زکوۃ سے انکار کیا ہے اور میرے قاصد کو قتل کرنے کا ارادہ کیا ہے؟ اس نے کہا نہیں، قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا! نہ میں نے اسے دیکھا اور نہ اس نے مجھے دیکھا۔ میں نہیں آیا، مگر صرف اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ کا کوئی قاصد میرے پاس نہیں آیا، تو مجھے یہ خدشہ لاحق ہوا کہ ایسا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول معظم ﷺ کی ناراضگی کے سبب ہوا ہے۔ تب یہ آیت نازل ہوئی:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰي مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ۝ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۭ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۝ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ ۔(1)

امام طبرانی، ابن مندہ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت علقمہ بن ناجیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو ہماری طرف بھیجا۔ پس وہ چل پڑا۔ یہاں تک کہ جب وہ ہمارے قریب پہنچا۔ تو وہ واپس لوٹ آیا اور یہ واقعہ مریسیع کے بعد پیش آیا۔ پس میں بھی اس کے پیچھے پیچھے آیا۔ وہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: یا رسول اللہ! ﷺ میں ایک قوم کے پاس ان کی حالت جاہلیت میں آیا۔ انہوں نے لباس پکڑ لیے اور صدقہ روک لیا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اس کی بات کو رد نہ کیا۔ یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ پس ولید

1۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 279، دار صادر بیروت

marfat.com

Marfat.com

کے پیچھے بنی مصطلق گروہ کی صورت میں اپنے صدقات لے کر حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الاوسط میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ولید بن عقبہ کو بنی وکیعہ کی طرف بھیجا۔ دور جاہلیت میں ان کے درمیان عداوت اور دشمنی تھی۔ جب وہ بنی وکیعہ پہنچا تو انہوں نے اس کا استقبال کیا۔ تاکہ جو کچھ اس کے دل میں ہے اسے غور سے دیکھیں۔ پس اس کو خطرہ لاحق ہوا اور وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف لوٹ آیا اور آ کر کہا: بے شک بنی وکیعہ نے مجھے قتل کرنے کا ارادہ کیا ہے اور صدقہ میرے حوالے کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ پس جب وہ خبر بنی کیعہ کو پہنچی جو ولید نے حضور نبی مکرم ﷺ کو بتائی، تو وہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ ولید نے جھوٹ بولا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ولید کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ...... الآیہ"

امام ابن راہویہ، ابن جریر، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ولید بن عقبہ کو بنی مصطلق کی طرف بھیجا۔ تاکہ ان کے مالوں سے زکوٰۃ وصول کرے۔ جب اس قوم نے یہ خبر سنی تو وہ رسول اللہ ﷺ کے حکم کی تعظیم کرتے ہوئے اسے انتہائی پرتپاک انداز سے ملے۔ لیکن شیطان نے ولید کے ذہن میں یہ بات ڈال دی کہ یہ لوگ اس کے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں۔ چنانچہ وہ واپس رسول اللہ ﷺ کی طرف لوٹ گیا اور جا کر کہا کہ بنی مصطلق نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا ہے۔ جب قوم کو اس کے واپس لوٹنے کی خبر پہنچی۔ تو وہ حضور نبی رحمت ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی: ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول معظم ﷺ کی ناراضگی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔ آپ نے ہماری طرف زکوٰۃ وصول کرنے والا آدمی بھیجا۔ ہمیں اس سے انتہائی فرحت و مسرت حاصل ہوئی اور ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں۔ پھر وہ راستہ میں سے ہی واپس لوٹ گیا۔ تو ہمیں یہ ڈر لاحق ہوا کہ یہ تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول معظم ﷺ کی جانب سے باعث غضب و ناراضگی ہوگا۔ اسی کے بارے میں مذکورہ آیت نازل ہوئی۔(1)

امام ابن جریر، ابن مردویہ، بیہقی نے سنن میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو بنی مصطلق کی طرف بھیجا۔ تاکہ ان سے صدقات لے آئے۔ جب یہ خبر ان تک پہنچی تو وہ انتہائی خوش ہوئے۔ اور رسول اللہ ﷺ کے قاصد کے استقبال کے لیے باہر نکلے۔ جب اس کا علم ولید کو ہوا کہ وہ اس کی ملاقات کے لیے قبیلے سے باہر آئے ہیں۔ تو وہ راستے سے ہی واپس لوٹ گیا اور جا کر عرض کر دی: یا رسول اللہ! ﷺ بنی مصطلق نے مجھے مال زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا ہے۔ اس کی خبر سن کر آقائے دو جہاں ﷺ نے شدید غیظ و غضب کا اظہار فرمایا۔ پس اسی اثناء میں کہ آپ اپنے دل میں یہ کہہ رہے تھے کہ ان پر حملہ کریں، ایک وفد آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ جب ہمیں یہ خبر موصول ہوئی کہ آپ کا قاصد نصف راستے سے واپس لوٹ گیا ہے۔ تو ہمیں یہ خوف لاحق ہوا کہ اس کے واپس لوٹنے کا سبب ایسا خط ہے جو ہم پر اظہار غضب کرتے ہوئے آپ نے اس کی طرف

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 148، داراحیاء التراث العربی بیروت

marfat.com

Marfat.com

بھیجا ہو۔پس اس کے بارے اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔(1)

امام آدم، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو بنی مصطلق کی طرف بھیجا۔ تاکہ ان کے صدقات وصول کرے۔تو انہوں نے انتہائی امن وسکون اور خوشی کے ساتھ اس کے استقبال کا پروگرام بنایا۔تو وہ راستے سے ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف واپس لوٹ گیا اور جاکر بتایا کہ بنی مصطلق آپ کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے جمع ہو چکے ہیں۔پس اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ولید بن عقبہ کو بنی وکیعہ کی طرف بھیجا اور زمانہ جاہلیت میں ان کے درمیان عداوت اور دشمنی تھی۔ جب بنی وکیعہ کو یہ خبر ملی تو انہوں نے اس کے استقبال کا پروگرام بنایا۔ تاکہ جو کچھ اس کے دل میں ہے اس میں غور وفکر کر سکیں۔لیکن ولید قوم سے خوفزدہ ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ کی طرف واپس لوٹ گیا اور جاکر عرض کر دی کہ بنی وکیعہ نے میرے قتل کا ارادہ کیا ہے اور انہوں نے مجھے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا ہے۔ جو کچھ ولید نے رسول اللہ ﷺ کے پاس کہا جب اس کی خبر بنی وکیعہ کو پہنچی۔تو وہ آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ بلاشبہ ولید نے جھوٹ بولا ہے۔ البتہ ہمارے اور اس کے درمیان عداوت ودشمنی تھی۔تو ہمیں یہ خوف لاحق ہوا کہ جو ہمارے درمیان عداوت ہے وہ اس کا ہم سے انتقام لے گا۔پس اللہ تعالیٰ نے ولید کے بارے میں مذکورہ آیت نازل فرمائی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ایک آدمی حضور نبی رحمت ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی: یا نبی اللہ! ﷺ بے شک بنی فلاں۔ یہ عرب کے قبیلوں میں سے ایک قبیلہ تھا۔اور آپ ﷺ کے دل میں ان کے خلاف کچھ جذبات تھے۔ان کا اسلام قبول کرنے کا زمانہ ابھی نیا نیا تھا۔انہوں نے نماز چھوڑ دی ہے۔ وہ مرتد ہو گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کا ارتکاب کیا ہے۔راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کوئی تیزی اور عجلت سے کام نہ لیا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بلایا اور انہیں ان کی طرف بھیجا۔ پھر فرمایا: نماز کے وقت انہیں خوب دیر تک دیکھنا۔ اگر قوم نے واقعۃً نماز ترک کر دی ہے۔تو پھر تم ان کے ساتھ جو کارروائی چاہو کر دو گے۔اور اگر ایسی صورت حال نہ ہو تو پھر ان پر جلدی نہ کرنا۔راوی نے فرمایا: وہ غروب آفتاب کے وقت ان کے قریب پہنچے اور ایسی جگہ جاکر چھپے جہاں نماز کی آواز سنائی دیتی تھی۔پس آپ نے ان پر خوب نظر رکھی۔ جونہی سورج غروب ہوا تو موذن اٹھا۔ اس نے اذان کہی: پھر نماز کے لیے اقامت کہی۔انہوں نے مغرب کی نماز پڑھی۔تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے تو انہیں نماز پڑھتے ہی دیکھا ہے۔شاید انہوں نے اس کے علاوہ کوئی اور نماز ترک کر دی ہو۔ پھر آپ چھپ گئے۔ یہاں تک کہ جب رات شروع ہو گئی اور شفق غائب ہو گئی تو ان کے مؤذن نے اذان کہی: اور انہوں نے نماز پڑھی۔ پھر آپ نے سوچا شاید انہوں نے کوئی اور نماز ترک کر رکھی ہو۔لہٰذا پھر روپوش ہو گئے۔ یہاں تک کہ جب آدھی رات کا وقت ہوا تو آپ آئے یہاں تک کہ آپ نے

1۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 43-142، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 143

marfat.com

Marfat.com

ان کے گھروں میں جھانک کر دیکھا کہ قوم نے قرآن کا کچھ نہ کچھ حصہ پڑھا ہوا ہے۔ اور وہ رات کے وقت تہجد کی نماز ادا کر رہے ہیں اور قرآن کریم پڑھ رہے ہیں۔ پھر آپ صبح کے وقت ان کے پاس آئے کہ جونہی فجر طلوع ہوئی تو ان کے مؤذن نے اذان کہی پھر اقامت کہی۔ وہ اٹھے اور انہوں نے نماز صبح ادا کی۔ پھر جب واپس پھرے اور ان پر دن خوب روشن ہو چکا تھا تب آپ نے گھوڑے پر سوار ہو کر ان کے گھروں میں داخل ہونے کا ارادہ فرمایا۔ جب انہوں نے آپ کو دیکھا (تو کہا) یہ کون ہے؟ تو انہی میں سے بعض نے جواب دیا یہ خالد بن ولید ہے۔ آپ انتہائی سخت مزاج آدمی تھے۔ تو انہوں نے آپ سے پوچھا: اے خالد! تمہارا کیا کام ہے؟ تو آپ نے جواب دیا: قسم بخدا! میرا کام یہ ہے کہ کوئی آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو یہ خبر دی گئی کہ بے شک تم نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا ہے، اور تم نے نماز چھوڑ دی ہے۔ یہ سن کر وہ رونے لگے اور انہوں نے کہا: ہم اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتے ہیں کہ ہم کبھی اس کے ساتھ کفر کریں۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت خالد بن ولید نے گھوڑے کو واپس پھیرا اور لوٹ کر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: قسم بخدا! اگر چہ یہ آیت خاص اسی قوم کے لیے نازل ہوئی ہے لیکن پھر اسے قیامت کے دن تک چھوڑ دیا گیا ہے کسی شے نے اسے منسوخ نہیں کیا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ولید بن عقبہ کو بنی مصطلق کی طرف بھیجا کہ وہ ان سے صدقات وصول کریں گے۔ لیکن وہ ان تک نہ پہنچا اور واپس لوٹ آیا۔ اور رسول اللہ ﷺ سے یہ کہہ دیا کہ انہوں نے نافرمانی کی ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے ان پر لشکر کشی کا ارادہ فرمایا کہ اتنے میں بنی مصطلق کی جانب سے ایک آدمی آیا اور اس نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی: ہم نے یہ سنا کہ آپ نے ہماری طرف قاصد بھیجا ہے۔ تو ہمیں اس سے انتہائی فرحت ہوئی اور اس سے بہت زیادہ خوشی اور مسرت حاصل ہوئی، لیکن آپ کا قاصد ہم تک نہیں پہنچا اور اس نے جھوٹ بولا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں مذکورہ آیت نازل فرمائی اور اسے فاسق کا نام دیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے اسی آیت کے بارے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس میں فاسق سے مراد ابن ابی معیط ولید بن عقبہ ہے، نبی مکرم ﷺ نے زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے اسے بنی مصطلق کی طرف بھیجا۔ جب انہوں نے اسے دیکھا تو وہ اس کی طرف آئے اور وہ ان سے ڈر گیا۔ اور رسول اللہ ﷺ کی طرف واپس لوٹ گیا اور آپ کو جا کر یہ خبر دی کہ وہ اسلام سے مرتد ہو گئے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور انہیں حکم دیا۔ کہ وہ ثابت قدم رہیں اور جلدی نہ کریں۔ پس وہ چلے گئے یہاں تک کہ رات کے وقت ان کے پاس پہنچے اور اپنے جاسوس بھیجے۔ پس جب آپ ان کے پاس آئے تو انہوں نے آپ کو خبر دی کہ وہ اسلام کو مضبوطی کے ساتھ تھامے ہوئے ہیں۔ آپ نے ان کی اذان اور نماز کی آوازوں کو سنا۔ جب صبح ہوئی تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے اور ان میں ایسی چیزوں کا مشاہدہ کیا جو آپ کے لیے انتہائی خوش کن اور مسرت انگیز تھیں۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ کی طرف واپس لوٹ کر آپ کو صحیح صورت حال سے آگاہ کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے قرآن نازل فرمایا حضور نبی مکرم ﷺ فرماتے تھے کام میں غور و

marfat.com

Marfat.com

فکر کرنے کے لیے تاخیر اور انتظار کرنا یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے اور عجلت (تیزی) شیطان کی جانب سے ہے۔(1)

امام ابن منذر نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے اسی آیت کے ضمن میں یہ قول نقل کیا ہے کہ جب کوئی تیرے پاس آئے اور تجھے آکر یہ بتائے کہ فلاں اور فلانہ برے اعمال میں سے یہ یہ کام کر رہے ہیں۔ تو تو اس کی بات کی تصدیق نہ کر۔

رہا ارشاد باری تعالیٰ: وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۭ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ تو اس کے بارے میں عبد بن حمید، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ نے ابو نضرہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی اور فرمایا: یہ تمہارے نبی ہیں جن کی طرف وحی کی جاتی ہے۔ اور تم امتیوں سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ اگر وہ اکثر معاملات میں ان کی بات مان لیں تو وہ مشقت میں پڑ جائیں۔ تو آج تمہارے لیے یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے؟(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا تو ہم نے بذات خود انکار کیا۔ تو ہم اپنے نفسوں کا کیسے انکار نہیں کریں گے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۭ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے اسی آیت کے بارے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان سے مراد حضور نبی کریم ﷺ کے اصحاب ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کا نبی بہت سے معاملات میں ان کی بات مان لے تو وہ مشقت میں پڑ جائیں۔ قسم بخدا! تمہارے دل بہت کمزور ہیں اور تمہاری عقلیں ناقص ہیں اور آدمی نے اپنی رائے میں شک کیا ہے اور اس نے کتاب اللہ سے نصیحت قبول کی ہے۔ کیونکہ کتاب اللہ اس کے لیے مضبوط سہارا ہے جس نے اسے مضبوطی سے پکڑا اور پھر اسی پر انتہا کی (یعنی تمام تر معاملات کا حل اور راہنمائی اسی سے حاصل کی) اور کتاب اللہ کے سوا سب کچھ تباہی کا سامان ہے۔(3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اسی آیت کے ضمن میں حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ لَعَنِتُّمْ کا معنی ہے تم میں سے بعض بعض کو مشقت میں ڈال دیں گے۔

اور ارشاد باری تعالیٰ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ اس کے بارے امام احمد، امام بخاری الادب میں، نسائی اور حاکم نے رفاعہ بن رافع زرقی رحمہم اللہ سے روایت بیان کی ہے اور حاکم نے کہا ہے کہ یہ روایت صحیح ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ جب غزوۂ احد کا دن تھا اور مشرکین شکست خوردہ ہو کر واپس چلے گئے۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سیدھے ہو جاؤ تا کہ میں اپنے رب کی حمد و ثناء بیان کروں۔ چنانچہ آپ کے جانثاروں نے آپ ﷺ کے پیچھے صفیں باندھیں اور آپ نے ان الفاظ میں اپنے رب کی حمد بیان کی: ''اَللّٰهُمَّ لَکَ الْحَمْدُ كُلُّهٗ، اَللّٰهُمَّ لَا قَابِضَ لِمَا بَسَطْتَ، وَلَا بَاسِطَ لِمَا قَبَضْتَ، وَلَا هَادِیَ لِمَا اَضْلَلْتَ، وَلَا مُضِلَّ لِمَا هَدَيْتَ، وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ، وَلَا مُقَرِّبَ لِمَا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 143، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، باب ومن سورۃ الفتح، جلد 9، صفحہ 126 (3269)، دار الفکر بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 145

marfat.com

Marfat.com

بَعْدتَّ، وَلَا مُبَاعِدَ لِمَا قَرَّبْتَ، اَللّٰهُمَّ ابْسُطْ عَلَيْنَا مِنْ بَرَكَاتِكَ وَرَحْمَتِكَ، وَ فَضْلِكَ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ النَّعِيْمَ الْمُقِيْمَ الَّذِيْ لَا يَحُوْلُ وَلَا يَزُوْلُ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ النَّعِيْمَ يَوْمَ الْعَيْلَةِ وَالْاَمْنَ يَوْمَ الْخَوْفِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ عَائِذٌبِكَ مِنْ شَرِّمَا اَعْطَيْتَنَا وَشَرِّمَا مَنَعْتَنَا، اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْاِيْمَانَ وَزَيِّنْهُ فِيْ قُلُوْبِنَا، وَكَرِّهْ اِلَيْنَا الْكُفْرَوَ الْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ، وَاجْعَلْنَا مِنَ الرَّاشِدِيْنَ، اَللّٰهُمَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ وَاَحْيِنَا مُسْلِمِيْنَ وَاَلْحِقْنَا بِالصَّالِحِيْنَ، غَيْرَ خَزَايَا وَلَا مَفْتُوْنِيْنَ، اَللّٰهُمَّ قَاتِلِ الْكَفَرَةَ الَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ رُسُلَكَ وَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِكَ، وَاجْعَلْ عَلَيْهِمْ رِجْزَكَ وَ عَذَابَكَ، اَللّٰهُمَّ قَاتِلِ الْكَفَرَةَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ يَا اِلٰهَ الْحَقِّ"

(اے اللہ! تمام تر تعریفات تیرے لیے ہیں۔ اے اللہ! جسے تو پھیلا دے اسے کوئی قبض کرنے والا اور پکڑنے والا نہیں۔ اور جسے تو روک لے اسے کوئی پھیلانے والا نہیں۔ جسے تو گمراہ کردے اسے کوئی ہدایت دین والا نہیں۔ اور جسے تو ہدایت عطا فرما دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں، اور جس سے تو انکار کردے اسے کوئی عطا کرنے والا نہیں، اور جسے تو عطا فرمائے اس کے لیے کوئی روکنے والا نہیں، جسے تو دور کردے اسے کوئی قریب لانے والا نہیں، اور جسے تو قریب کرے اسے کوئی دور کرنے والا نہیں۔ اے اللہ! ہم پر اپنی برکتوں، اپنی رحمت اور اپنے فضل کی چادر پھیلا دے۔ اے اللہ! میں تجھ سے ایسی دائمی نعمتوں کا سوال کرتا ہوں جو نہ تبدیل ہوں اور نہ زائل ہوں۔ اے اللہ! میں تجھ سے فقر و فاقہ کے دن نعمت، اور خوف کے دن امن کی التجاء کرتا ہوں۔ اے اللہ! میں تجھ سے ہی پناہ طلب کرتا ہوں ہر اس شر سے جو تو نے ہمیں دیا، اور اس شر سے بھی جو تو نے ہم سے روک لیا۔ اے اللہ! ایمان کو ہمارے لیے محبوب بنا دے، اسے ہمارے دلوں میں آراستہ فرما دے۔ اور کفر، فسق اور نافرمانی (گناہ) کو ہمارے نزدیک ناپسندیدہ اور مکروہ بنا دے ہمیں راہ حق پر ثابت قدم رہنے والے لوگوں میں سے بنا دے، یا اللہ! ہمیں موت دے اس حال میں کہ ہم مسلمان ہوں۔ اور ہمیں زندہ رکھ اس حال میں کہ ہم مسلمان ہوں۔ اور ہمیں صالحین کے ساتھ ملا دے بغیر کسی ندامت اور بغیر کسی آزمائش کے۔ اے اللہ! ان کافروں کو قتل کردے جو تیرے رسولوں کو جھٹلاتے ہیں اور تیرے راستے سے ہی روکتے ہیں۔ اور ان پر اپنی گرفت اور اپنا عذاب ڈال دے۔ اے اللہ! ان کافروں کو قتل کردے جنہیں کتاب دی گئی یا الہ الحق۔(1)

وَ اِنْ طَآىِٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَ اَقْسِطُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الدعاء والتکبیر، جلد 1، صفحہ 686(1866)، دارالکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۰﴾

”اور اگر اہل ایمان کے دوگروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرادو۔اور اگر زیادتی کرے ایک گروہ دوسرے پرتو پھر سب (مل کر) لڑو اس سے جو زیادتی کرتا ہے یہاں تک کہ وہ لوٹ آئے اللہ کے حکم کی طرف۔ پس اگر لوٹ آئے تو صلح کرادوان کے درمیان عدل (وانصاف) سے اور انصاف کرو۔بے شک اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے انصاف کرنے والوں سے۔بے شک اہل ایمان بھائی بھائی ہیں۔پس صلح کرادو اپنے دو بھائیوں کے درمیان اور ڈرتے رہا کرو اللہ سے تاکہ تم پر رحم فرمایا جائے“۔

امام احمد، امام بخاری، مسلم، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کی گئی: اگر آپ عبداللہ بن ابی کے پاس تشریف لے چلیں۔چنانچہ آپ ﷺ چلے اور گدھے پر سوار ہوئے اور مسلمانوں کی ایک جماعت بھی آپ کے ساتھ چل پڑی اور یہ زمین دلدلی تھی۔جب آپ ﷺ اس کے پاس پہنچے تو اس نے کہا: مجھ سے دور رہو۔قسم بخدا! تمہارے گدھے کی بو نے مجھے اذیت اور تکلیف دی ہے۔تو اس کے جواب میں انصار میں سے ایک آدمی نے کہا: قسم بخدا! رسول اللہ ﷺ کے گدھے کی بو تجھ سے زیادہ اچھی اور عمدہ ہے۔یہ سن کر عبداللہ بن ابی کی قوم کے لوگ غصے میں آگئے۔نتیجۃً دونوں کے اصحاب اور ساتھی غضب ناک ہو گئے اور ان کے درمیان چھڑیوں، ہاتھوں اور جوتوں کے ساتھ باہمی لڑائی شروع ہو گئی۔تو انہیں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَاِنْ طَآىِٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ...... الآیہ“(1)

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مسلمانوں میں سے دو آدمی آپس میں جھگڑ پڑے۔تو ایک دوسرے کی قوم کے افراد غضب ناک ہو گئے اور وہ ہاتھوں اور جوتوں کے ساتھ آپس میں لڑنے لگے۔تو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول ذکر کیا ہے کہ اوس و خزرج کے مابین تلواروں اور جوتوں سے لڑائی ہوئی۔تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جھگڑا دو قبیلوں کے درمیان ہوتا تھا۔تو وہ انہیں حکم (ثالث) کی طرف آنے کی دعوت دیتے اور وہ آنے سے انکار کر دیتے۔تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ یہ آیت انصار کے دو آدمیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ان دونوں کے درمیان کسی حق کے بارے جھگڑا تھا۔تو ان میں سے ایک نے دوسرے کو کہا: میں بالیقین تلوار اٹھاؤں گا۔اس کا قبیلہ کثیر تھا اور دوسرے نے اسے یہ دعوت دی کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کو حکم مانتے ہیں (آپ جو فیصلہ فرمائیں گے وہ ہمیں قبول ہوگا) تو اس نے انکار کر دیا۔پس وہ معاملہ چلتا رہا اور وہ دفاع کرتے

1۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 147، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ایضاً 3۔ایضاً

Marfat.com
marfat.com

رہے اور بالآخر انہوں نے ہاتھوں اور جوتوں کے ساتھ ایک دوسرے کو مارا۔ لیکن تلواروں کے ساتھ لڑائی نہ ہوئی۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ انصار میں سے ایک آدمی تھا جسے عمران کہا جاتا تھا۔ اس کی بیوی تھی جسے ام زید کہا جاتا تھا۔ اس عورت نے اپنے اہل سے ملاقات کا ارادہ کیا۔ تو خاوند نے اسے روک لیا اور اسے ایسے بالا خانہ میں رکھا، جہاں اس کے اہل خانہ میں سے کوئی بھی اس کے پاس نہ آسکے۔ چنانچہ اس عورت نے اپنے اہل کی طرف پیغام بھیجا۔ تو اس کی قوم کے افراد آگئے اور انہوں نے اسے وہاں سے اتار لیا تا کہ وہ اسے اپنے ساتھ لے چلیں۔ وہ آدمی باہر نکلا تو اس نے اپنے خاندان کے لوگوں سے معاونت چاہی۔ تو اس کے چچا کے بیٹے آگئے تا کہ وہ عورت اور اس کے اہل کے درمیان حائل ہو جائیں۔ نتیجۃً وہ باہم لڑ پڑے اور جوتوں کے ساتھ ایک دوسرے کو پیٹا۔ تو انہیں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: وَ اِنْ طَآىِٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف کسی کو بھیج کر ان کے درمیان صلح کرا دی اور وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف لوٹ آئے۔

امام حاکم اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے۔ میں نے اپنے دل میں کبھی کوئی شے نہیں پائی جتنی کہ میں نے اس آیت سے پائی ہے۔ بلاشبہ میں نے اس زیادتی کرنے والے گروہ سے بھی جنگ نہیں کی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے۔ بیہقی نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے۔(2)

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت حبان سلمی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے وَ اِنْ طَآىِٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا کے بارے پوچھا۔ اور یہ اس وقت کی بات ہے جب حجاج حرم میں داخل ہوا۔ تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھے فرمایا: تو نے زیادتی کرنے والے گروہ کو اس گروہ کے مقابلے میں پہچان لیا ہے جس پر زیادتی کی گئی ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! اگر میں اس کو پہچانتا جس پر زیادتی کی گئی ہے تو پھر تو اور نہ کوئی دوسرا اس کی مدد کے لیے مجھ سے سبقت نہ لے جاتا۔ لہٰذا تو یہ جان لے کہ اگر دونوں گروہ ہی زیادتی کرنے والے ہوں تو پھر تو قوم کو چھوڑ دے۔ وہ اپنی دنیا کے بارے میں لڑ رہے ہیں۔ تو اپنے اہل کی طرف لوٹ جا۔ اور جب جماعت کا عمل درست ہو جائے تو اس میں داخل ہو جا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین کو یہ حکم دیا ہے کہ جب مومنین میں سے کوئی گروہ لڑنے لگے تو وہ انہیں اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف بلائیں اور ان میں سے بعض بعض کو انصاف دلائیں۔ پس اگر وہ قبول کر لیں تو کتاب اللہ کے مطابق ان میں فیصلہ کیا جائے۔ یہاں تک کہ مظلوم کو ظالم سے انصاف دلا دیا جائے۔ اور جو ان میں سے انکار کرے تو وہ باغی اور زیادتی کرنے والا ہے۔ اور پھر مومنین کے حکمران اور مومنین پر یہ لازم ہے کہ وہ ان کے ساتھ لڑیں یہاں تک کہ وہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 148، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مستدرک حاکم، تفسیر سورۂ حجرات، جلد 2، صفحہ 502 (3722)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف لوٹ آئیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کا اقرار کر لیں۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ اوس اور خزرج لاٹھیوں کے ساتھ آپس میں لڑ پڑے (تو ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی)(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ طائفہ کا اطلاق ایک سے لے کر ہزار افراد تک ہے۔ اور فرمایا کہ دو آدمی لڑ پڑے تھے۔ ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ اگر دو گروہوں کے درمیان لڑائی جوتوں اور لاٹھیوں سے ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو حکم دیا ہے کہ وہ ان کے درمیان صلح کرا دیں۔(3)

رہا ارشاد گرامی اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ۝ تو اس کے بارے ابن ابی شیبہ، مسلم، نسائی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انصاف کرنے والے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے پاس عرش کے دائیں جانب نور کے منبروں پر ہوں گے۔ اور یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے فیصلے اور گھر والوں کے ساتھ عدل و انصاف کرتے ہیں اور اس سے اعراض نہیں برتتے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے ایک دوسری سند سے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک دنیا میں انصاف کرنے والے قیامت کے دن رحمٰن کے سامنے موتیوں کے منبروں پر ہوں گے۔ اس لیے کہ انہوں نے دنیا میں انصاف کیا۔(5)

اور ارشاد باری تعالیٰ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ الآیہ اس کے بارے امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ وہ اَخَوَيْكُمْ کو یاء کے ساتھ پڑھتے تھے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وہ اسے یاء کے ساتھ پڑھتے تھے۔

امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے سنن میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے اس کی مثل کوئی شے نہیں دیکھی جتنا میں نے اس سے اعراض کیا جو اس آیت میں ہے: وَ اِنْ طَآىِٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا الآیہ۔

امام احمد نے حضرت فہید بن مطرف غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک سائل نے سوال کیا کہ اگر کوئی حملہ کرنے والے پر حملہ کرے؟ تو آپ نے اسے حکم دیا کہ وہ اسے تین بار روکے منع کرے۔ سائل نے عرض کی: اگر وہ نہ رکے تو؟ تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ قتال کرنے کا حکم دیا۔ عرض کی گئی: ان کے مقتولوں کا انجام کیا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 146، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 148 3۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 147

4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 39 (34035) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 5۔ ایضاً (34036)

marfat.com

Marfat.com

ہوگا؟ تو آپ نے فرمایا: اگر اس نے تجھے قتل کر دیا تو تو جنت میں ہوگا اور اگر تو نے اسے قتل کیا تو وہ جہنم میں ہوگا۔(1)

ابن ابی شیبہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي کا مفہوم ہے کہ تم زیادتی کرنے والے گروہ کے ساتھ تلوار کے ساتھ لڑو۔ پوچھا گیا ان کے مقتولوں کا انجام کیا ہوگا؟ فرمایا: وہ شہداء ہیں جنہیں رزق دیا جاتا ہے۔ پھر پوچھا گیا دوسرے زیادتی کرنے والے گروہوں کا کیا حال ہوگا؟ فرمایا ان میں سے جو قتل ہوا وہ جہنم میں جائے گا۔(2)

امام ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: میرے بعد عنقریب ایسے حکمران ہوں گے جو حکمرانی کے لیے جنگ لڑیں گے اور بعض بعض کو قتل کر دیں گے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ۭ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ⑪

"اے ایمان والو! نہ تمسخر اڑایا کرے مردوں کی ایک جماعت دوسری جماعت کا شاید وہ ان مذاق اڑانے والوں سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں مذاق اڑایا کریں دوسری عورتوں کا شاید وہ ان سے بہتر ہوں۔ اور نہ عیب لگاؤ ایک دوسرے پر اور نہ برے القاب سے کسی کو بلاؤ۔ کتنا ہی برا نام ہے مسلمان ہو کر فاسق کہلانا۔ اور جو لوگ باز نہیں آئیں گے (اس روش سے) تو وہی بے انصاف ہیں"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ کے بارے حضرت مقاتل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ آیت بنی تمیم کی ایک جماعت کے بارے نازل ہوئی۔ انہوں نے حضرت بلال، سلمان، عمار، خباب، صہیب، ابن فہیرہ اور سالم مولیٰ ابی حذیفہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ استہزاء کیا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کوئی ایک جماعت دوسری جماعت سے استہزاء نہ کرے۔ اگرچہ وہ آدمی غنی ہو یا فقیر۔ یا وہ آدمی عقل اور سمجھ بوجھ رکھتا ہو۔ سو اس سے استہزاء نہ کیا جائے۔(3)

اور ارشاد باری تعالیٰ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ کے بارے امام عبد بن حمید، بخاری رحمہما اللہ نے الادب میں ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے غیبت کی مذمت میں، ابن جریر، ابن منذر، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے

1۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 423، دار صادر بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ماذکر فی صفین، جلد 7، صفحہ 549 (37863)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 150، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com

Marfat.com

شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ تم میں سے بعض بعض پر طعنہ زنی نہ کریں۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی معنی نقل کیا ہے۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس کا معنی ہے تم طعنہ زنی نہ کرو۔(3)

امام عبد بن حمید نے بیان کیا ہے کہ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ لَا تَلْمِزُوْٓا تاء کی زبر اور میم کی زیر کے ساتھ پڑھتے تھے۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اللمز کا معنی غیبت ہے۔

اور وَ لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ کے بارے امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری نے الادب میں، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابویعلی، ابن جریر، ابن منذر، بغوی نے معجم میں، ابن حبان، شیرازی نے الالقاب میں، طبرانی، ابن السنی نے عمل الیوم واللیلۃ میں، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں ابوجبیرہ بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ہمارے بارے میں بنی سلمہ میں یہ آیت نازل ہوئی: وَ لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے۔ تو ہم میں کوئی آدمی بھی نہ تھا مگر اس کے دو نام تھے یا تین۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے کسی کو ان ناموں میں سے کوئی نام لے کر بلاتے تھے۔ تو لوگ عرض کرتے یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم وہ اس نام کو ناپسند کرتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔(4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے اسی آیت کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے: کہ یہ انصار کا ایک قبیلہ تھا۔ ان میں سے تقریباً ہر آدمی کے دو یا تین نام تھے۔ بسا اوقات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی آدمی کو کوئی نام لے کر پکارتے تھے۔ تو کہا جاتا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم وہ اس نام کو ناپسند کرتا ہے۔ سو مذکورہ آیت نازل ہوئی۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے اسی کے بارے یہ قول ذکر کیا ہے کہ اس سے مراد ہے اگر کوئی کسی کو اسلامی نام کے بغیر کوئی نام لے کر پکارے مثلاً یا خنزیر، یا کلب اور یا حمار وغیرہ۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ یہ ہے کہ کوئی آدمی برے عمل کرتا ہو، پھر وہ ان سے توبہ کرلے اور حق کی طرف لوٹ آئے، تو اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا ہے کہ کوئی اسے اس کے گزشتہ عمل کے سبب عار دلائے۔(5)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی آدمی پہلے یہودی وغیرہ ہو پھر اسلام لے آئے۔ تو اسے کوئی کہے اے یہودی، اے نصرانی اور اے مجوسی! وغیرہ۔ یا کوئی کسی مسلمان کو کہے اے فاسق!۔

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے اس آیت کے بارے کہا ہے کہ یہودی اسلام لے آتا ہے اور پھر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 151، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً　3۔ ایضاً

4۔ جلد 26، صفحہ 152　5۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 153

marfat.com

Marfat.com

اس کو کہا جائے اے یہودی! تو اس (انداز) سے منع کیا گیا ہے۔(1)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے اسی کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ تو اپنے مسلمان بھائی کو اس طرح نہ کہہ کہ اے فاسق، اے منافق!۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد ایک آدمی کا دوسرے آدمی کو اس طرح پکارنا ہے: اے فاسق، اے منافق!۔(3)

عبد بن حمید اور ابن منذر نے ابو العالیہ سے یہ قول ذکر کیا ہے کہ کسی آدمی کا اپنے ساتھی کو یہ کہنا ہے: اے فاسق، اے منافق۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ کسی آدمی کو کلمہ کفر کے ساتھ پکارا جائے حالانکہ وہ آدمی مسلمان ہو۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ کے تحت کہا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی آدمی اپنے بھائی کو کہے اے فاسق۔

امام ابن منذر نے اسی کے ضمن میں محمد بن کعب قرظی سے یہ قول ذکر کیا ہے کہ آدمی سابقہ دینوں میں سے کسی دین پر ہوتا ہے اور پھر وہ اسلام قبول کر لیتا ہے۔ تو کوئی اسے اس کے پہلے دین کی نسبت سے پکارے: اے یہودی، اے نصرانی وغیرہ۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے سنا رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جس کسی نے اپنے بھائی کو کافر کہا۔ تو یہ ان میں سے ایک کی طرف ضرور لوٹتا ہے۔ اگر وہ اسی طرح ہے جیسے اس نے اسے کہا ہے (تو فبہا) ورنہ یہ کہنے والے کی جانب ہی لوٹ جائے گا۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ٘ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّ لَا تَجَسَّسُوْا وَ لَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾

"اے ایمان والو! دور رہا کرو بکثرت بدگمانیوں سے۔ بلاشبہ بعض بدگمانیاں گناہ ہیں اور نہ جاسوسی کیا کرو اور ایک دوسرے کی غیبت بھی نہ کیا کرو۔ کیا پسند کرتا ہے تم میں سے کوئی شخص کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے۔ تم اسے تو مکروہ سمجھتے ہو۔ اور ڈرتے رہا کرو اللہ سے۔ بے شک اللہ تعالیٰ بہت توبہ قبول کرنے والا، ہمیشہ رحم کرنے والا ہے"۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا اور

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 222 (2934)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 221
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 152، دار احیاء التراث العربی بیروت
4۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 153

marfat.com

Marfat.com

الظَّنِّ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر مومن کو اس سے منع فرمایا ہے کہ وہ دوسرے مومن کے بارے میں سوئے ظن رکھے۔(1)

امام مالک، احمد، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ظن وگمان سے بچو۔ کیونکہ ظن سب سے بڑھ کر جھوٹی بات ہے۔ نہ جاسوسی کرو، نہ ایک دوسرے کے عیب تلاش کرو، نہ ایک دوسرے کے ساتھ حسد کرو اور نہ ہی ایک دوسرے کے ساتھ بغض رکھو۔ اور تم اللہ تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ بھائی بھائی ہو جاؤ اور کوئی آدمی اپنے بھائی کی منگنی پر اپنی جانب سے پیغام نکاح نہ بھیجے۔ یہاں تک کہ وہ نکاح کر لے یا چھوڑ دے۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنے بھائی کے بارے میں سوئے ظن رکھا، تو گویا اس نے اپنے رب کے بارے میں اس برائی کا ارتکاب کیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: بے شک ظن غلط بھی ہو سکتا ہے اور صحیح بھی ہو سکتا ہے۔

امام ابن ماجہ رحمہ الہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ میں نے دیکھا حضور نبی مکرم ﷺ کعبہ معظمہ کا طواف کر رہے ہیں اور فرما رہے ہیں: تو کتنا پاکیزہ ہے اور تیری ہوا کتنی پاکیزہ اور اچھی ہے۔ تو کتنا عظمت وشان والا ہے! اور تیری حرمت کتنی عظیم ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے! بندہ مومن کی حرمت اللہ تعالیٰ کے نزدیک تیری حرمت سے بھی زیادہ اور عظیم ہے۔ (اسی طرح) اس کا مال اور اس کا خون ہے اور یہ کہ اس کے بارے میں صرف اچھا اور خیر کا ظن اور گمان رکھا جائے۔(3)

امام احمد نے الزہد میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جو کلمہ بھی تیرے بھائی کے بارے تجھ سے نکلے تو اس کے ساتھ سوئے ظن کا ارتکاب نہ کر۔ حالانکہ تو اس کلمہ کو بھلائی اور خیر کے محل میں استعمال کر سکتا ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے بعض بھائیوں نے میری طرف لکھا کہ اپنے بھائی کے معاملہ کو اس کی اچھائی پر ہی محمول کر۔ جب تک تیرے پاس کوئی ایسی دلیل نہ آ جائے جو تجھ پر غالب آ جائے۔ اور جو کلمہ بھی کسی مسلمان آدمی کے بارے میں نکلے اس سے برا گمان نہ کر۔ حالانکہ تو بھلائی اور خیر میں اس کا محل پا سکتا ہے۔ اور جس کسی نے اپنے آپ کو تہمت کے لیے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 155، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب تحریم الظن، جلد 16، صفحہ 97 (2563) (مختصرا) دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ [illegible]، باب حرمۃ دم المومن، جلد 4، صفحہ 59-358 (3932)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

پیش کیا تو وہ ضرور اپنے آپ کو ملامت کرے گا۔اور جس کسی نے اپنے راز کو چھپائے رکھا تو اختیار اس کے ہاتھ میں ہے۔اور تو اس آدمی کے ہم پلہ نہیں ہے جس نے تیرے بارے میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اس طرح کہ تو جواباً اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے۔تو حق کو حقیر نہ جان ورنہ اللہ تعالیٰ تجھے حقیر و ذلیل کر دے گا۔اس چیز کے بارے سوال نہ کر جو ابھی تک نہ ہو یہاں تک کہ وہ ہو جائے۔اور اپنی بات نہ کر مگر اسی سے جو اس کو چاہتا ہو۔تجھ پر لازم ہے کہ سچ کو اختیار کر اگرچہ سچ تجھے قتل کر دے۔اور اپنے دشمن سے الگ رہ اور اپنے دوست سے پرہیز کر مگر جب کہ وہ امین ہو۔اور امین وہ ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔اور تو اپنے معاملات میں ان لوگوں سے مشاورت کر جو اپنے رب سے بن دیکھے ڈرتے ہیں۔(1)

امام زبیر بن بکار رحمہ اللہ نے موفقیات میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے جو تہمت کے لیے پیش ہو گیا تو وہ اسے ملامت نہ کرے جو اس کے بارے سوئے ظن رکھے۔اور جس نے اپنا راز چھپائے رکھا تو پسند اور اختیار اسی کے پاس ہے۔اور جس نے اسے افشاء کیا تو اب پسند اس پر مسلط کی جائے گی۔اپنے بھائی کے معاملہ کو اس کی اچھائی پر محمول کر یہاں تک کہ تیرے پاس ایسی دلیل آ جائے جو تجھے مغلوب کر دے۔اور جو کلمہ تیرے بھائی کے بارے میں نکلے تو اس کے ساتھ برا گمان نہ کر۔حالانکہ تو اس کے لیے اچھائی میں محل پاتا ہے۔اور تو بھائی بنانے میں مصروف رہ۔کیونکہ وہ خوشحالی کے دور میں ڈھال ہیں اور مصیبت و تکلیف کے وقت قوت اور طاقت ہیں اور تقویٰ کی بنیاد پر بھائی چارہ قائم کر۔اور اپنے معاملات میں ان لوگوں سے مشاورت کر جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔

امام ابن سعد، امام احمد نے الزہد میں اور امام بخاری رحمہم اللہ نے الادب میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں ظن کے خوف سے اپنے خادم پر ہڈیوں کا شمار بھی کرتا ہوں۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے الادب میں حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہمیں حکم دیا جاتا کہ ہم خادم پر مہر لگائیں (یعنی ہر شے بند کر کے دیں) اور کیل کریں اور ہم اسے گن کر دیں، کیونکہ یہ مکروہ اور ناپسندیدہ ہے کہ وہ برے اخلاق کے عادی ہو جائیں اور ہم میں سے کوئی سوئے ظن رکھنے لگے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین چیزیں میری امت کو لازم ہیں۔بدشگونی، حسد اور سوئے ظن۔تو ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم جن میں یہ تینوں پائی جائیں کون سی شے انہیں ختم کر سکتی ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تو حسد کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ سے استغفار کر۔جب تجھے کوئی ظن و گمان پیدا ہو تو اس کی تحقیق نہ کر اور جب تو بدشگونی کرے تو اسے سے گزر جا (یعنی اس کی طرف توجہ نہ کر)

امام ابن نجار رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کسی نے اپنے بھائی کے ساتھ سوئے ظن رکھا۔تحقیق اس نے اپنے رب کے ساتھ سوئے ظن رکھا۔کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ۔

1۔شعب الایمان، باب فی حسن الخلق، جلد 6، صفحہ 323 (83450)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

12,S1

رہا ارشاد باری تعالیٰ وَلَا تَجَسَّسُوْا اس کے بارے امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندۂ مومن کو اس سے منع فرمایا ہے کہ وہ اپنے مومن بھائی کی شرم گاہوں کا پیچھا کرے (یعنی اس کے خفیہ امور کی چھان بین کرے) (1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اسی کے بارے یہ بیان کیا ہے کہ جو کچھ تمہارے لیے ظاہر ہے اسے لے لو اور جسے اللہ تعالیٰ چھپا لے اسے چھوڑ دو۔ (2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو تجسس کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کے عیب تلاش کرے اور اس کے مخفی امر پر مطلع ہو۔ (3)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور خرائطی نے مکارم الاخلاق میں زرارہ بن مصعب بن عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے مدینہ طیبہ میں ایک رات حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ پہرہ دیا۔ اس اثنا میں کہ وہ چل رہے تھے دیکھا کہ ایک گھر میں چراغ روشن ہے۔ چنانچہ وہ اس کے ارادے سے اس کی جانب چل پڑے۔ جب وہ اس کے قریب پہنچے تو دیکھا دروازہ بند ہے۔ اندر بہت سے لوگ ہیں اور ان کی غلط اور نازیبا آوازیں اٹھ رہی ہیں۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اور ساتھ ہی حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا: کیا تم جانتے ہو یہ گھر کس کا ہے؟ تو انہوں نے عرض کی: یہ ربعہ بن امیہ بن خلف کا گھر ہے اور وہ اب شراب پی رہے ہیں۔ تو آپ نے پوچھا: تمہاری کیا رائے ہے؟ انہوں نے جواب دیا میرا خیال تو یہ ہے کہ ہم نے وہ کام کیا ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَا تَجَسَّسُوْا اور تم جاسوسی نہ کرو حالانکہ ہم نے جاسوسی کی ہے۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان سے واپس لوٹ آئے اور انہیں چھوڑ دیا۔ (4)

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے اصحاب میں سے ایک آدمی کو غیر حاضر پایا۔ تو حضرت ابن عوف رضی اللہ عنہ سے فرمایا ہمارے ساتھ فلاں کے گھر چلو۔ تا کہ ہم اسے دیکھ لیں (اور اس کا حال معلوم کریں) چنانچہ دونوں اس کے گھر کی طرف آئے اور اس کے دروازے کو کھلا پایا۔ وہ آدمی بیٹھا ہوا تھا اور اس کے پاس ایک عورت اس کے لیے برتن میں کچھ انڈیل رہی تھی کہ وہ اسے پلائے گی۔ یہ دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عوف رضی اللہ عنہ سے فرمایا: یہ کام ہے جس نے اسے ہم سے غافل کر دیا ہے۔ تو حضرت ابن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے عرض کی: آپ نہیں جانتے برتن میں کیا ہے؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم تو اس سے خوف کھا رہے ہیں کہ کہیں یہ تجسس نہ ہو۔ تو حضرت ابن عوف رضی اللہ عنہ نے عرض کی: بلکہ یہ تجسس ہی ہے۔ آپ نے فرمایا: اس سے توبہ کیسے ہو سکتی ہے؟ انہوں نے عرض کی: آپ اس کے جس امر پر مطلع

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 155، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

4۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 222، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

ہوئے ہیں آپ اسے نہ جانیں اور ساتھ ہی آپ کے دل میں خیر کے سوا اور کچھ نہ ہو۔ پھر وہ دونوں واپس چلے گئے۔

حضرت سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ایک آدمی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ عرض کی: فلاں آدمی (بے ہوشی سے) افاقہ نہیں پاتا۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: اے فلاں! میں اس سے شراب کی بو پا رہا ہوں۔ کیا تو بھی اس کے ساتھ ہے؟ تو اس آدمی نے عرض کی: اے ابن خطاب! اور تم بھی اس کے ساتھ ہو۔ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو تجسس کرنے سے منع نہیں فرمایا؟ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے پہچان لیا اور اسے چھوڑ کر چلے گئے۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابو داؤد، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت زید بن وہب رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی کو لایا گیا اور آپ سے عرض کی گئی: یہ فلاں ہے اس کی داڑھی سے شراب کے قطرے ٹپکتے ہیں۔ تو حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بلاشبہ ہمیں تجسس سے منع کیا گیا ہے۔ لیکن اگر ہمارے لیے کوئی شے ظاہر ہو جائے تو ہم اس کے سبب پکڑ لیں گے۔ (1)

امام ابو داؤد، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا اور فرمایا: اے وہ گروہ جو اپنی زبان سے ایمان لائے ہو اور ایمان ان کے دلوں میں داخل نہیں ہوا! تم مسلمانوں کی شرم گاہوں کی اتباع نہ کرو۔ کیونکہ جو آدمی مسلمانوں کی خفیہ چیزوں کا پیچھا کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے اپنے گھر میں ہی ذلیل و رسوا کرے گا۔

امام خرائطی رحمہ اللہ نے مکارم الاخلاق میں حضرت ثور الکندی رحمہ اللہ سے یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رات کے وقت مدینہ طیبہ میں گشت کر رہے تھے کہ آپ نے ایک گھر میں ایک آدمی کی آواز سنی کہ وہ گانے گا رہا ہے۔ چنانچہ آپ دیوار سے چڑھ کر اندر تشریف لے گئے۔ تو دیکھا اس کے پاس ایک عورت ہے اور شراب بھی اس کے پاس پڑی ہوئی ہے۔ یہ دیکھ کر آپ نے فرمایا: اے اللہ تعالیٰ کے دشمن! کیا تیرا یہ گمان تھا کہ اللہ تعالیٰ تجھے چھپا لے گا حالانکہ تو اس کی نافرمانی کر رہا ہے؟ تو اس آدمی نے جواب دیا: اے امیر المومنین! آپ مجھ پر جلدی نہ کیجئے۔ کیونکہ میں نے تو اللہ تعالیٰ کی ایک نافرمانی کی ہے اور تم نے تین نافرمانیاں کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَلَا تَجَسَّسُوْا (جاسوسی نہ کرو) اور آپ نے جاسوسی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَ اْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا (البقرہ: 189) (گھروں میں ان کے دروازوں سے آؤ) حالانکہ تم دیوار پھلانگ کر آئے ہو۔ اور تم بغیر اجازت کے میرے پاس داخل ہوئے ہو جب کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَا (النور: 27) (اے ایمان والو! نہ داخل ہوا کرو (دوسروں کے) گھروں میں اپنے گھروں کے سوا، جب تک تم اجازت نہ لے لو اور سلام نہ کر لو ان گھروں میں رہنے والوں پر) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر میں تجھے معاف کر دوں تو کیا تجھ سے خیر اور نیکی کی توقع ہو سکتی ہے؟ اس نے عرض کی: ہاں۔ پس

1۔ شعب الایمان، باب فی الستر علی اصحاب القرون، جلد 7، صفحہ 108 (9661)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

آپ نے اسے معاف کر دیا اور اسے چھوڑ کر تشریف لے گئے۔

ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا، یہاں تک کہ آپ ﷺ نے پردے دار کنواری عورتوں کو بھی سنایا۔ آپ اپنی بلند آواز کے ساتھ ارشاد فرمانے لگے: ''اے وہ گروہ جو اپنی زبان سے ایمان لائے ہو، اور ایمان کو اپنے دل میں راسخ نہیں کیا! تم مسلمانوں کی غیبت نہ کرو۔ اور نہ تم ان کی شرم والی چیزوں کا پیچھا کرو۔ کیونکہ جو کوئی اپنے مسلمان بھائی کے خفیہ امور کی جستجو کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کے خفیہ امور کی جستجو کرے گا۔ اور جس کے خفیہ امور کی جستجو اللہ تعالیٰ کرے گا وہ اسے اپنے گھر میں ہی ذلیل و رسوا کر دے گا۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ ہم نے ظہر کی نماز رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں پڑھی۔ جب آپ فارغ ہوئے تو آپ انتہائی غصے اور ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے ہماری طرف متوجہ ہوئے۔ آپ اتنی بلند آواز کے ساتھ گفتگو فرمانے لگے کہ وہ پردوں کے اندر رہنے والی کنواری عورتوں کو بھی سنائی دینے لگی۔ آپ نے فرمایا: اے وہ گروہ جو اپنی زبان سے ایمان لائے ہو اور ابھی ایمان ان کے دلوں میں داخل نہیں ہوا! تم مسلمانوں کی مذمت نہ کرو، اور نہ تم ان کی شرم والی چیزوں کو تلاش کرو۔ کیونکہ جو کوئی اپنے مسلمان بھائی کی خفیہ شے کو تلاش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے پردے کو پھاڑ دیتا ہے اور اس کی شرم گاہ کو ظاہر کر دیتا ہے۔ اگرچہ وہ اپنے گھر میں ہی بیٹھا ہوا ہو۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے وہ گروہ جو اپنی زبان سے ایمان لائے ہو اور ایمان ان کے دل کے لیے خالص نہیں ہوا! تم مسلمانوں کو اذیت نہ دو اور نہ تم ان کی شرم گاہوں کی جستجو میں رہو۔ کیونکہ جو کوئی اپنے مسلمان بھائی کی شرم گاہ کی جستجو کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی خفیہ شے کی جستجو میں رہے گا۔ یہاں تک کہ وہ اس کے گھر میں ہی اسے پھاڑ دے گا۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی مسلمان کو اس کی خفیہ شے کے بارے میں برائی سے مشہور کر دیا کہ وہ بغیر حق کے اس کے عیب بیان کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مخلوق میں اس کے عیب بیان کر دے گا۔ (2)

امام حاکم اور ترمذی رحمہما اللہ نے حضرت جبیر بن نفیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی۔ جب آپ فارغ ہوئے تو اپنا رخ زیبا لوگوں کی طرح کیا اور اتنی بلند آواز کے ساتھ ارشاد فرمانے لگے کہ اسے پردے کے اندر رہنے والے بھی سننے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے وہ گروہ جو اپنی زبانوں کے ساتھ اسلام لائے ہو اور ایمان ان کے دلوں میں داخل نہیں ہوا! تم مسلمانوں کو اذیت نہ دو، نہ تم انہیں عار دلاؤ اور نہ تم ان کے عیب اور لغزشیں تلاش کرو۔ کیونکہ جو کوئی اپنے مسلمان بھائی کے عیب تلاش کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے عیب تلاش کرے گا۔ اور جس کے عیب اللہ تعالیٰ تلاش کرے گا وہ اسے رسوا کر دے گا۔ حالانکہ وہ اپنے گھر میں ہی بیٹھا ہوگا۔ تو کسی کہنے والے نے عرض کی: یا

1۔ شعب الایمان، باب فی الستر علی اصحاب القرون، جلد 7، صفحہ 108 (9660)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 107 (9658)

marfat.com

Marfat.com

رسول اللہ! ﷺ کیا مسلمانوں پر کوئی پردہ ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے اتنے پردے مومن پر ہیں جو شمار سے زیادہ ہیں۔ بے شک مومن جب گناہوں کے اعمال کرتا ہے تو اس کے پردے ایک ایک کر کے اتر جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ ان میں سے کوئی شے بھی اس پر باقی نہیں رہتی۔ پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں کو فرماتا ہے: میرے بندے پر لوگوں سے پردہ ڈال دو۔ کیونکہ وہ اسے عار اور شرم دلائیں گے۔ اسے تبدیل نہیں کریں گے۔ پس ملائکہ اپنے پروں کے ساتھ اسے گھیر لیتے ہیں اور لوگوں سے اسے چھپا لیتے ہیں۔ پس اگر وہ توبہ کر لے، تو اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمالیتا ہے اور اس پر اپنے پردے واپس لوٹا دیتا ہے اور ان میں سے ہر پردے کے ساتھ نو پردے ہوتے ہیں۔ اور اگر وہ پھر مسلسل گناہ کرتا رہے تو فرشتے عرض کرتے ہیں: اے ہمارے رب! بے شک یہ ہم پر غالب آ گیا ہے اور اس نے ہمیں معذور کر دیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے کو لوگوں سے چھپالو۔ کیونکہ لوگ اسے عار دلائیں گے۔ اسے تبدیل نہیں کر سکیں گے۔ پس فرشتے اپنے پروں کے ساتھ اس پر چھا جاتے ہیں اور اسے لوگوں سے چھپا لیتے ہیں۔ پس اگر وہ توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرمالیتا ہے اور اپنے پردے اس پر لوٹا دیتا ہے اور ہر پردے کے ساتھ نو پردے ہوتے ہیں۔ پھر اگر وہ مسلسل گناہوں میں پڑا رہے تو ملائکہ عرض کرتے ہیں: اے ہمارے رب! بے شک یہ ہم پر غالب آ گیا ہے اور اس نے ہمیں معذور کر دیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ ملائکہ کو ارشاد فرماتا ہے: میرے بندے کو لوگوں سے چھپالو۔ کیونکہ لوگ اسے عار دلائیں گے اور اسے تبدیل نہیں کریں گے۔ چنانچہ فرشتے اپنے پروں کے ساتھ اسے ڈھانپ لیتے ہیں اور اسے لوگوں کی آنکھوں سے چھپا لیتے ہیں۔ پھر اگر وہ توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اسے قبول فرما لیتا ہے۔ اور اگر (گناہوں کی طرف) لوٹ آئے تو ملائکہ عرض کرتے ہیں: اے ہمارے رب! بے شک یہ ہمارے اوپر غالب آ گیا ہے اور اس نے ہمیں معذور کر دیا ہے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ ملائکہ سے فرماتا ہے: تم اسے اکیلا چھوڑ دو۔ پھر اگر اس نے کوئی گناہ تاریک رات میں تاریک گھر کے کسی کمرے میں بھی کیا تو اللہ تعالیٰ اسے اور اس کے خفیہ عمل کو ظاہر کر دے گا۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ مومن نور کے ستر حجابات میں ہے۔ جب وہ کوئی گناہ کرتا ہے اور پھر اسے بھول جاتا ہے۔ یہاں تک کہ پھر دوسرا گناہ کرتا ہے۔ تو ان حجابوں میں سے ایک حجاب اس سے پھٹ جاتا ہے۔ پس اسی طرح جب بھی وہ کوئی گناہ کرتا ہے، پھر اسے بھول جاتا ہے۔ یہاں تک کہ دوسرا گناہ پھر کر دیتا ہے۔ تو ایک اور حجاب اس سے پھٹ جاتا ہے۔ اور جب وہ کسی کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرتا ہے تو اس کے سبب سوائے حیا کے پردے کے تمام حجابات اس سے پھٹ جاتے ہیں (اور حیا کا پردہ ہی) سب سے بڑا حجاب ہے۔ پھر اگر وہ توبہ کر لے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرمالیتا ہے اور وہ تمام کے تمام حجابات اس پر واپس لوٹا دیتا ہے۔ اور اگر کبائر کا ارتکاب کرنے کے بعد مزید گناہ کر لے پھر اسے بھول جائے، یہاں تک کہ پہلے گناہ سے توبہ کرنے سے قبل ہی دوسرا گناہ کر ڈالے۔ تو پھر اس سے حیا کا حجاب بھی پھٹ جاتا ہے۔ پھر تو جب بھی اسے ملے گا تو وہ انتہائی قابل نفرت اور مبغوض ہوگا۔ اور جب وہ قابل نفرت اور مبغوض ہو جائے گا تو اس سے امانت چھن جائے گی۔ اور جب امانت اس سے چھین لی جائے گی تو تو اسے جب بھی ملے گا وہ خائن (خیانت کرنے والا) مخون (جس سے خیانت کی جائے) ہوگا۔ اور جب وہ خائن اور مخون ہوگا تو اس سے

marfat.com

Marfat.com

رحمت چھین لی جائے گی۔ اور جب اس سے رحمت چھن جائے گی تو تو اسے جب بھی ملے گا تو وہ انتہائی بدخلق اور سخت مزاج ہو گا۔ اور جب وہ بدخلق اور سخت مزاج ہو جائے گا تو اس سے اسلام کا قلادہ اتار لیا جائے گا۔ اور جب اس سے اسلام کا قلادہ اتر جائے گا تو جب بھی تو اسے ملے گا تو تو اسے لعین ملعون اور شیطان رجیم ہی پائے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ وَ لَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا الآیہ کے بارے امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے بندہ مومن کے لیے کسی شے کے ساتھ غیبت کرنا اسی طرح حرام قرار دیا ہے جیسا کہ اس نے مردار کو حرام قرار دیا ہے۔ (1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اسی آیت کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ آیت حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے بارے نازل ہوئی کہ انہوں نے کھانا کھایا، پھر سو گئے اور گوز لگایا۔ تو دو آدمیوں نے ان کے کھانے اور ان کے سونے کا تذکرہ کیا۔ پس یہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ایک سفر میں دو آدمیوں کے ساتھ تھے۔ یہ ان کے خدمت گزار تھے۔ اور ان کے لیے کھانے کا انتظام کرتے تھے۔ ایک دن حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سو گئے۔ آپ کے دونوں ساتھیوں نے انہیں تلاش کیا۔ لیکن انہیں نہ پایا۔ دونوں خیمے میں آئے اور کہا کہ سلمان اس کے سوا کسی شے کا ارادہ نہیں رکھتا کہ وہ تیار کھانے اور لگے ہوئے خیمے کی طرف آئے۔ پس جب حضرت سلمان رضی اللہ عنہ آئے تو ان دونوں نے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجا۔ تا کہ ان کے لیے سالن تلاش کر لائیں۔ چنانچہ آپ چل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھیوں نے مجھے بھیجا ہے کہ آپ ان کے لیے کچھ سالن عطا فرمائیں اگر آپ کے پاس موجود ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرے اصحاب سالن کو کیا کریں گے جب کہ وہ پہلے ہی کھا چکے ہیں؟ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ واپس لوٹ کر آئے اور اپنے ساتھیوں کو اس کی اطلاع دی۔ چنانچہ وہ دونوں چلے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچے اور عرض کی: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے! جب سے ہم یہاں اترے ہیں ہم نے کھانا نہیں کھایا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک تم دونوں نے اپنے قول کے ساتھ سلمان کا گوشت کھایا ہے۔ پس یہ آیت نازل ہوئی: اَیُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ یَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا۔

امام ابن ابی حاتم نے وَ لَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا کے بارے حضرت مقاتل سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ آیت اس آدمی کے بارے میں نازل ہوئی جو کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتا تھا۔ بعض صحابہ نے اس کے پاس کسی کو سالن کے لیے بھیجا۔ تو اس نے انکار کر دیا۔ تو انہوں نے اس کے بارے کہا: بلاشبہ یہ بخیل اور سست آدمی ہے۔ تو اس بارے میں مذکورہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے (غیبت یہ ہے) کہ کوئی آدمی کسی آدمی کے بارے میں اس کی پیٹھ کے پیچھے یہ کہے وہ اس طرح ہے اور اس میں وہ اس کی برائی بیان کرے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 158، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com

Marfat.com

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ نقل کیا ہے کہ ہمیں بتایا گیا ہے غیبت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کا ایسی شے کے ساتھ ذکر کرے جو اس کے لیے معیوب ہو اور اس کے ایسے عیب بیان کرے جو اس میں موجود ہوں۔ سو اگر تو نے اس کے بارے جھوٹ بولا تو یہ بہتان ہوگا (1)۔ فرماتے ہیں: جس طرح تو یہ ناپسند کرتا ہے کہ اگر تو مردار پڑا ہوا پائے تو اس سے کچھ کھائے۔ پس اسی طرح تو اس کا گوشت کھانا ناپسند کر حالانکہ وہ زندہ ہو۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابو داؤد، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ عرض کی گئی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم غیبت کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ذِكْرُكَ اَخَاكَ بِمَايَكْرَهُ'' تیرا اپنے بھائی کا اس طرح ذکر کرنا جسے وہ ناپسند کرتا ہے۔ عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا کیا خیال ہے کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ میرے بھائی میں موجود ہو تو پھر؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کچھ تو کہہ رہا ہے اگر وہ اس میں موجود ہے تو تو نے اس کی غیبت کی ہے۔ اور اگر وہ اس میں موجود نہیں جو تو کہہ رہا ہے تو پھر تو نے اس پر بہتان لگایا ہے۔ ''اِنْ كَانَ فِيْهِ مَاتَقُوْلُ فَقَدْ اَغْتَبْتَهُ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ فِيْهِ مَاتَقُوْلُ فَقَدْ بَهَتَّهُ''۔ (2)

امام عبد بن حمید اور خرائطی رحمہما اللہ نے مساوی الاخلاق میں حضرت مطلب حطب رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غیبت یہ ہے کہ تو کسی آدمی کے بارے ان چیزوں (عیوب) کا ذکر کرے جو اس میں موجود ہیں۔ اور فرمایا ہم یہ رائے رکھتے ہیں کہ اگر ہم ان چیزوں کا ذکر کریں جو اس میں موجود نہیں تو وہ بہتان ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ایک عورت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس داخل ہوئی پھر باہر نکل گئی۔ تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے اسے کتنا خوب صورت اور حسین بنایا ہے اگر اس کا قد چھوٹا نہ ہوتا۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: اے عائشہ! تو نے اس کی غیبت کی ہے۔ تو انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں نے وہی شے کہی ہے جو اس میں موجود ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! جب تو نے اس کے بارے ایسی شے کا ذکر کیا ہے تب ہی یہ غیبت ہے۔ اور جب تو اس کے بارے ایسی شے کا ذکر کرے جو اس میں نہیں ہے تو پھر تو نے اس پر بہتان تراشی کی ہے۔

عبد بن حمید نے عون بن عبد اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب تو کسی آدمی کے بارے میں ایسی بات کہے جو اس میں موجود ہے تو تحقیق تو نے اس کی غیبت کی ہے۔ اور جب تو ایسی بات کہے جو اس میں موجود نہیں تو پھر تو نے اس پر بہتان لگایا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت معاویہ بن قرہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اگر تیرے پاس سے ڈاکو گزرے اور تو کہے یہ ڈاکو ہے تو یہ بھی غیبت ہے۔

عبد بن حمید نے محمد بن سیرین سے بیان کیا ہے کہ ان کے پاس ایک آدمی نے کسی کا ذکر کیا اور کہا: وہ سیاہ ہے۔ تو آپ نے فرمایا استغفر اللہ ارانی (میں اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں جس نے مجھے یہ دکھایا) تحقیق تو نے غیبت کی ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 158، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 15، وزارت تعلیم اسلام آباد

marfat.com
Marfat.com

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْہِ مَیْتًا کے تحت حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے جواباً کہا: ہم اسے ناپسند کرتے ہیں۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا پھر اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔

امام ابن ابی الدنیا نے ذم الغیبۃ (غیبت کی مذمت) میں، خرائطی نے مساوی الاخلاق میں، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں بیان کیا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: تم میں سے بعض بعض کی غیبت نہ کریں۔ کیونکہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھی کہ ایک عورت گزری جس کا دامن طویل تھا۔ تو میں نے کہا: یارسول اللہ! ﷺ اس عورت کا دامن طویل ہے۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تو قے کر۔ تو میں نے گوشت کے ٹکڑے قے کیے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے مرفوع حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ایک قوم کے پاس گئے اور انہیں فرمایا: دانتوں میں خلال کرو۔ تو اس قوم نے عرض کی: یا نبی اللہ! ﷺ قسم بخدا! آج کے دن ہم نے قطعاً کوئی کھانا نہیں کھایا۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قسم بخدا! میں فلاں کا گوشت تمہارے اندر دیکھ رہا ہوں۔ انہوں نے اس کی غیبت کی تھی۔

امام الضیاء المقدسی رحمہ اللہ نے المختارہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ عرب دوران سفر بعض بعض کی خدمت کرتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک آدمی تھا جو ان دونوں کی خدمت کرتا تھا۔ وہ دونوں سو گئے۔ پھر دونوں بیدار ہوئے۔ تو اس نے ان کے لیے کھانا تیار نہیں کیا تھا۔ تو انہوں نے کہا: یہ تو بہت سونے والا ہے۔ چنانچہ انہوں نے اسے بیدار کر دیا اور کہا: رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ اور یہ عرض کرو: کہ ابوبکر وعمر دونوں آپ کو سلام عرض کرتے ہیں اور آپ سے اجازت مانگتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ان دونوں نے کھانا کھا لیا ہے۔ پس وہ دونوں آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یارسول اللہ ﷺ کون سی شے کے ساتھ ہم نے کھانا کھایا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے بھائی کے گوشت کے ساتھ۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! بلاشبہ میں تم دونوں کے ساتھ اس کا گوشت دیکھ رہا ہوں۔ تو انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ ہمارے لیے استغفار کیجئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا، تم دونوں اسے کہو کہ وہ تمہارے لیے استغفار کرے۔

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں حضرت یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ایک سفر میں تھے اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی آپ کے ساتھ تھے۔ تو انہوں نے آپ ﷺ کی طرف ایک آدمی بھیجا۔ تاکہ وہ آپ ﷺ سے گوشت مانگ کر لائے۔ تو آپ ﷺ نے آگے سے فرمایا کیا تم گوشت سے سیر نہیں ہوئے ہو؟ انہوں نے عرض کی کہاں سے؟ قسم بخدا! اتنے دنوں سے ہمارے پاس کوئی گوشت نہیں ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے اس ساتھی کے گوشت سے جس کا تم نے ذکر کیا ہے۔ انہوں نے عرض کی یا نبی اللہ! ﷺ بے شک ہم نے صرف یہ کہا ہے کہ وہ ضعیف اور کمزور ہے۔ وہ کسی کام میں ہماری مدد نہیں کرے گا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہی ہے۔ پس تم ایسا نہ کہا کرو۔ چنانچہ وہ آدمی لوٹ کر ان کی طرف گیا اور جو کچھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا وہ سب کچھ انہیں بتا دیا۔ پس

marfat.com

Marfat.com

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی: یا نبی اللہ! ﷺ میرے کانوں کو میرے تابع بنا دیجئے اور میرے لیے استغفار کیجئے۔ تو آپ ﷺ نے اسی طرح کیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور عرض کی: یا نبی اللہ! ﷺ میرے کانوں کو میرے تابع ہونے کی دعا فرمایئے اور میرے لیے استغفار کیجئے۔ تو آپ ﷺ نے ایسا ہی کیا۔

امام ابو یعلی، ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے دنیا میں اپنے بھائی کا گوشت کھایا آخرت میں اس کا گوشت اس کے قریب ہوگا اور اسے کہا جائے گا اس مرے ہوئے کو کھاؤ جیسا کہ تم نے اسے زندگی میں کھایا تھا۔ پس وہ اسے کھائے گا اور تیوری چڑھائے گا اور چیخ و پکار کرے گا۔

امام احمد، ابن ابی الدنیا اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام عبید سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں دو عورتوں نے روزہ رکھا۔ اور پھر ان میں سے ایک دوسری کے پاس بیٹھ گئی اور انہوں نے لوگوں کا گوشت کھانا شروع کر دیا۔ ان دونوں کی جانب سے ایک قاصد حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ وہاں دو عورتیں روزہ رکھے ہوئے ہیں اور وہ دونوں مرنے کے قریب ہو چکی ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ان دونوں کو میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ وہ حاضر ہوئیں تو آپ ﷺ نے کوئی بڑا برتن یا پیالہ منگوایا۔ اور ان میں سے ایک سے کہا: اس میں قے کر۔ تو اس نے خالص پیپ، خون اور خون ملی پیپ کی قے کی یہاں تک کہ اس نے نصف پیالہ قے کی۔ پھر دوسری کو فرمایا: تو قے کر۔ تو اس نے بھی اسی طرح خون اور پیپ کی قے کی۔ یہاں تک کہ پیالہ بھر گیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک ان دونوں نے ایسی شے سے روزہ رکھا جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے حلال قرار دی تھی اور انہوں نے اسے ایسی شے سے افطار کیا جو اللہ تعالیٰ نے ان پر حرام قرار دی ہے کہ ان میں سے ایک دوسری کے پاس بیٹھی اور پھر دونوں لوگوں کا گوشت کھاتی رہیں۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ان سے غیبت کے بارے دریافت کیا گیا۔ تو انہوں نے اس طرح بیان کیا کہ جمعہ کے دن انہوں نے صبح کی اور رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز کے لیے تشریف لے گئے۔ اور انصار کی عورتوں میں سے ان کی ایک پڑوسن ان کے پاس آئی۔ پس دونوں نے مل کر مردوں اور عورتوں کے بارے غیبت کی اور خوب ہنسیں۔ وہ دونوں ابھی غیبت کی بات جاری رکھے ہوئے تھیں کہ حضور نبی رحمت ﷺ نماز سے فارغ ہو کر واپس تشریف لے آئے۔ پس جونہی انہوں نے آپ کی آواز سنی تو خاموش ہو گئیں۔ جب آپ ﷺ گھر کے دروازے پر کھڑے ہوئے تو آپ نے اپنی چادر کی ایک طرف اپنی ناک پر ڈال لی۔ پھر فرمایا: اف! تم دونوں نکلو اور قے کرو۔ پھر پانی سے طہارت اور پاکیزگی حاصل کرو۔ چنانچہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا باہر آئیں اور بہت سے گوشت کی قے کی جسے بدل دیا گیا تھا۔ جب انہوں نے بہت سا گوشت دیکھا۔ تو یہ یاد کیا کیا میں نے کوئی تازہ گوشت کھایا ہے؟ تو ذہن میں یہ بات آئی کہ گزشتہ دو جمعوں سے پہلے گوشت کھایا تھا۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے ان سے قے کے بارے پوچھا۔ تو انہوں نے آپ ﷺ کو اس کی کیفیت بتائی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ وہ گوشت ہے جو تو کھاتی رہی ہے۔ تو اور تیری سہیلی مل کر دوبارہ وہ غیبت نہ کرنا

marfat.com

Marfat.com

جو تم دونوں کرتی رہی ہو۔ پھر ان کی سہیلی نے بھی انہیں یہ بتایا کہ اس نے بھی ان کی طرح ہی گوشت کی قے کی ہے۔

امام ابن مردویہ نے ابو مالک اشعری اور انہوں نے حضرت کعب بن عاصم رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن مومن پر حرام ہے۔ اس کا گوشت اس پر حرام ہے کہ وہ اسے کھائے اور اس کی عدم موجودگی میں اس کی غیبت کرے۔ اس کی عزت اس پر حرام ہے کہ وہ اسے پامال کردے اور اس کا چہرہ اس پر حرام ہے کہ وہ اسے طمانچہ مارے۔

امام عبدالرزاق، امام بخاری نے الادب میں، ابویعلی، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں صحیح سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ جب حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کو رجم کیا گیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے دو آدمیوں کو سنا کہ ان میں سے ایک دوسرے سے کہہ رہا ہے: کیا تو نے اس کی طرف نہیں دیکھا جس پر اللہ تعالیٰ نے پردہ ڈال دیا تھا۔ لیکن اس کے نفس نے اسے نہیں چھوڑا۔ یہاں تک کہ اسے اس طرح پتھر مارے گئے جیسے کتے کو مارے جاتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ چلتے رہے اور ایک مردہ گدھے کے پاس سے گزرے۔ تو وہاں ارشاد فرمایا: فلاں، فلاں کہاں ہیں۔ دونوں آؤ اور اس مردہ گدھے سے کھاؤ۔ تو ان دونوں نے عرض کی: کیا اسے کھایا جا سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا ابھی اپنے بھائی کا گوشت کھانا اس کے کھانے سے زیادہ شدید اور مشکل ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! بلاشبہ وہ اب جنت کی نہروں میں غوطہ زنی کر رہا ہے۔ "وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنَّہُ الْاٰنَ لَفِیْ اَنْھَارِ الْجَنَّۃِ یَنْغَمِسُ فِیْھَا"۔(1)

ابن ابی شیبہ، امام احمد نے الزہد میں، امام بخاری نے الادب میں اور خرائطی نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ وہ ایک مردہ خچر کے پاس سے گزرے۔ وہ اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ہمراہ تھے۔ تو فرمایا: قسم بخدا! تم میں سے کسی کے لیے اس مردہ خچر سے پیٹ بھر کر کھا لینا اس سے بہتر ہے کہ کوئی کسی مسلمان آدمی کا گوشت کھائے۔(2)

امام بخاری نے الادب میں اور ابن ابی الدنیا رحمہما اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ دو قبروں کے پاس آئے، جہاں قبر والوں کو عذاب دیا جا رہا تھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ان دونوں کو کسی بڑے گناہ کے سبب عذاب نہیں دیا جا رہا۔ اور آپ رونے لگے۔ فرمایا: ان میں سے ایک لوگوں کی غیبت کرتا تھا اور دوسرا پیشاب سے نہ بچنے کے سبب تکلیف اٹھا رہا ہے۔ تو آپ ﷺ نے ایک تازہ ٹہنی منگائی اور اسے توڑ کر دو حصے کیے۔ پھر ہر ٹکڑے کے بارے حکم دیا، تو اسے قبر پر گاڑ دیا گیا۔ اور فرمایا: جب تک یہ دونوں تر رہیں گی ان کے عذاب میں تخفیف ہو جائے گی۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے الادب میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جس کے پاس کسی مومن کی غیبت کی گئی اور اس نے اس مومن کی مدد کی تو اللہ تعالیٰ اسے دنیا اور آخرت میں اس کے عوض بہتر جزاء عطا فرمائے گا۔ اور جس

1۔ مسند ابویعلی، جلد 5، صفحہ 359 (6114)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 5، صفحہ 230 (25537)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

marfat.com

Marfat.com

کے پاس غیبت کی گئی اور اس نے اس کی مدد نہ کی تو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کے عوض اسے بری جزاء عطا کرے گا۔ اور بندۂ مومن کی غیبت سے بڑھ کر شر کا لقمہ کسی نے نہیں کھایا۔ اگر کسی نے اس کے بارے وہ کہا ہے جسے وہ جانتا ہے تو گویا اس نے اس کی غیبت کی ہے۔ اور جس نے اس کے بارے وہ کہا جسے وہ نہیں جانتا تو تحقیق اس نے اس پر بہتان لگایا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ تو ہوا نے ایک بدبودار مردار کو اٹھایا۔ تو رسول ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو یہ ہوا کیسی ہے؟ یہ ان کی ہوا ہے جو لوگوں کی غیبت کرتے ہیں۔ (1)

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی کسی آدمی کے بارے میں شروع ہو اور تو جماعت میں ہو تو اس آدمی کی مدد کر اور قوم کو جھڑک دے اور ان سے اٹھ جا۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَکَرِهْتُمُوْهُ۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: ربا (سود) کے تقریباً ستر دروازے ہیں۔ ان میں سے سب سے آسان دروازہ حالت اسلام میں اپنی ماں کے ساتھ نکاح کرنے کی مثل ہے اور سود کا ایک درہم پینتیس بار زنا کرنے سے زیادہ شدید اور سخت ہے اور شریر ترین ربا، بہت زیادہ سود خوری، اور نجس ترین ربا نے تجھے مسلمان کی عزت اور اس کی حرمت تک پہنچا دیا ہے (یعنی سود خوری نے مسلمان کی عزت پامال کرنے اور اس کی حرمت کو تار تار کرنے پر برانگیختہ کیا ہے) (2)

امام احمد، ابوداؤد اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مجھے معراج پر لے جایا گیا، تو میں ایک ایسی قوم کے پاس سے گزرا جس کے ناخن تانبے کے تھے اور ان کے ساتھ وہ اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے۔ تو میں نے پوچھا: اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں تو انہوں نے بتایا: یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے ہیں اور ان کی عزتوں میں دست درازی کرتے ہیں۔ (3)

امام احمد، ابوداؤد، بیہقی، ابویعلی، طبرانی اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت المستورد رحمہ اللہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی مسلمان آدمی کا کھانا کھالیا تو اللہ تعالیٰ اسی کی مثل اسے جہنم سے کھلائے گا۔ اور جس نے کسی مسلمان آدمی کا کپڑا پہن لیا تو اللہ تعالیٰ اسی کی مثل اسے جہنم سے پہنائے گا۔ اور جو آدمی کسی آدمی کے ساتھ شہرت اور ریا کے مقام پر کھڑا ہوا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے شہرت اور ریا کے مقام پر کھڑے کرے گا۔ (4)

امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حکم

1۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 351، دار صادر بیروت
2۔ شعب الایمان، باب فی تحریم اعراض الناس، جلد 5، صفحہ 299 (6715)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً (6716)
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 300 (6717)

marfat.com
Marfat.com

ارشاد فرمایا: کہ لوگ ایک دن روزہ رکھیں اور کوئی بھی آپ ﷺ کی اجازت کے بغیر افطار نہ کرے۔ پس لوگوں نے روزہ رکھا۔ جب شام ہوئی تو ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آتا ہے اور عرض کرتا ہے: میں نے آج سارا دن روزے سے گزارا۔ پس آپ مجھے اجازت عطا فرمائیں کہ اسے افطار کردوں۔ تو آپ ﷺ نے اسے اجازت عطا فرما دی۔ یہاں تک کہ ایک دوسرا آدمی آ گیا۔ تو اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ آپ کے اہل سے دو نوجوان عورتیں ہیں۔ وہ دونوں آج دن سے روزے دار تھیں۔ آپ انہیں اجازت عطا فرمائیں کہ وہ روزے کو افطار کردیں۔ تو آپ ﷺ نے اس سے رخ زیبا پھیر لیا۔ پھر اس نے دوبارہ عرض کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ان کا روزہ نہیں۔ اس کا روزہ کیسے ہوسکتا ہے جو لوگوں کا گوشت کھاتا ہے۔ تو جا اور انہیں کہہ کہ اگر وہ دونوں روزے دار ہیں تو قے کریں۔ پس ان دونوں نے ایسا ہی کیا۔ تو ان میں سے ہر ایک نے خون کے لوتھڑوں کی قے کی۔ وہ آدمی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہوا اور آپ کو مطلع کیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر ان دونوں کا روزہ ہوتا اور یہ گوشت ان دونوں میں باقی رہتا تو بالیقین آگ ان دونوں کو کھاتی۔ (1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تم میں سے کوئی نجس کلمہ کہنے (کے بعد) وضو نہیں کرتا جو وہ اپنے بھائی کے بارے میں کہتا ہے۔ جب کہ وہ حلال کھانا کھانے کے بعد وضو کرتا ہے۔ (2)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے کہ ان دونوں نے فرمایا: حدث دو قسم کا ہے۔ ایک حدث تیرے منہ سے لاحق ہوتا ہے اور ایک حدث تیرے سو جانے سے اور منہ کا حدث شدید ترین جھوٹ اور غیبت ہے۔ (3)

امام بیہقی نے ابراہیم سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وضو کرنا حدث لاحق ہونے اور مسلمان کو اذیت پہنچانے سے لازم ہو جاتا ہے۔ (4)

امام خرائطی نے مساوی الاخلاق میں اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ دو آدمیوں نے ظہر یا عصر کی نماز پڑھی اور وہ دونوں روزے دار تھے۔ جب حضور نبی کریم ﷺ نماز مکمل کر چکے تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم دونوں اپنا وضو اور نماز لوٹاؤ اور اپنے روزے کو پورا کرو اور اس کی جگہ دوسرے دن قضا کرو۔ انہوں نے عرض کی: کیوں یا رسول اللہ! ﷺ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تحقیق تم دونوں نے فلاں کی غیبت کی ہے۔ (5)

امام خرائطی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ایک چھوٹے قد کی عورت آئی۔ حضور نبی مکرم ﷺ تشریف فرما تھے۔ آپ فرماتی ہیں: کہ میں نے اپنے انگوٹھوں کے ساتھ حضور نبی کریم ﷺ کی طرف اشارہ کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو نے اس کی غیبت کی ہے۔ (6)

امام ابن جریر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم

1۔ شعب الایمان، باب فی تحریم اعراض الناس، جلد 5، صفحہ 301 (6722)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ ایضاً صفحہ 5، صفحہ 302 (6723) 3۔ ایضاً (6724) 4۔ ایضاً جلد 5، صفحہ 03-302 (6728)

5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 303 (6729) 6۔ ایضاً (6730)

marfat.com

Marfat.com

ﷺ کے پاس سے ایک آدمی اٹھا۔تو اسے دیکھا گیا کہ وہ اپنے کھڑا ہونے میں عاجز اور کمزور ہے۔تو بعض لوگوں نے کہا: فلاں کتنا عاجز آ گیا ہے۔تو یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم نے اس آدمی کو کھایا ہے اور تم نے اس کی غیبت کی ہے۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی کا ذکر کیا گیا۔تو لوگوں نے کہا: وہ کتنا عاجز ہے۔تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو نے اس آدمی کی غیبت کی ہے۔صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ ہم نے وہی کیا ہے جو کچھ اس میں ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم وہ کہتے جو اس میں نہیں تو تم اس پر بہتان لگانے والے ہوتے۔(2)

ابن جریر نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے۔تو لوگوں نے ایک آدمی کا ذکر کیا اور کہا: وہ نہیں کھا سکتا مگر وہی جو اسے کھلایا جائے اور وہ چل نہیں سکتا مگر اتنا ہی جتنا اسے چلایا جائے۔وہ کتنا ضعیف اور کمزور ہے۔تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم نے اپنے بھائی کی غیبت کی ہے۔انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کیا اس (عیب) کو بیان کرنے کے ساتھ غیبت ہوتی ہے جو اس میں موجود ہوتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے لیے کافی ہے کہ تم اپنے بھائی کے بارے اس کے ایسے عیب کے متعلق گفتگو کرو جو اس میں پایا جاتا ہے۔(3)

امام ابوداؤد، دارقطنی نے الافراد میں، خرائطی، طبرانی، حاکم، ابونعیم اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس کی سفارش حدود اللہ میں سے کسی حد میں حائل ہوئی تو اس نے اللہ تعالیٰ کے حکم میں اس کی مخالفت کی۔اور جو اس حال پر مرا کہ اس پر قرض تھا تو اب اس کا بدل دینار و درہم نہیں بلکہ ان کی بجائے نیکیاں ہیں۔اور جس نے ناحق کسی سے جھگڑا کیا حالانکہ وہ اسے جانتا ہے تو وہ مسلسل اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں رہے گا، یہاں تک کہ وہ جھگڑا ختم کردے، اور جس نے کسی مومن کے بارے میں ایسی بات کہی جو اس میں نہیں تو اللہ تعالیٰ اسے ہلاکت و نقصان کی دلدل میں سکونت عطا کرے گا یہاں تک کہ وہ اس سے نکل جائے جو اس نے کہا ہے حالانکہ وہ نکلنے والا نہیں ہے۔(4)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔کیونکہ بندہ جب سبحان اللہ وبحمدہ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے عوض اس کے لیے دس نیکیاں لکھ دیتا ہے۔پھر دس سے سو تک اور پھر سو سے ہزار تک۔اور جس نے اضافہ کیا اللہ تعالیٰ بھی اس میں اضافہ فرما دیتا ہے۔اور جس نے مغفرت طلب کی (استغفار کیا) اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دیتا ہے۔اور جس کی سفارش حدود اللہ میں سے کسی حد میں حائل ہوئی تو اس نے اللہ تعالیٰ کے حکم میں اس کی مخالفت کی۔اور جس نے کسی جھگڑے پر بغیر علم کے معاونت کی تو گویا اس نے اللہ تعالیٰ کی جانب سے ناراضگی کا انکار کیا۔اور جس نے کسی مومن مرد یا مومنہ عورت پر تہمت لگائی تو اللہ تعالیٰ اسے ہلاکت ونقصان کے کیچڑ میں قید کر

1۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 157، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔شعب الایمان، باب فی تحریم اعراض الناس، جلد 5، صفحہ 304 (6734)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 157 4۔مستدرک حاکم، کتاب البیوع، جلد 2، صفحہ 33-32 (2222)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

دے گا یہاں تک کہ وہ نکلنے کے راستے پر آجائے۔ اور جو اس حال میں مرا کہ اس پر قرض تھا تو اس کا بدلہ اس کی نیکیوں سے لیا جائے گا۔ وہاں دینار و درہم نہیں ہوں گے۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو آدمی کسی آدمی کے بارے میں ایسا کلمہ کہتا ہے جو اس کے عیب اور نقصان کو بیان کرتا ہے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے ہلاکت ونقصان کے کیچڑ میں قید کر دے گا یہاں تک کہ اس سے نکلنے کی راہ آجائے۔(2)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ قیامت کے دن بندے کو کہا جائے گا: کھڑا ہو اور فلاں سے اپنا حق لے لے۔ تو وہ کہے گا: اس کی جانب میرا کوئی حق نہیں۔ تو کہا جائے گا: کیوں نہیں بلکہ فلاں فلاں دن اس نے تیرے بارے اس اس طرح ذکر کیا تھا۔(3)

ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت ابوسعید اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: غیبت زنا سے زیادہ شدید ہے۔ صحابہ نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیبت کس طرح زنا سے زیادہ شدید ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک ایک آدمی زنا کرتا ہے۔ پھر توبہ کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔ اور غیبت کرنے والے کو اللہ تعالیٰ معاف نہیں فرمائے گا یہاں تک کہ وہ اسے معاف کر دے جس کی اس نے غیبت کی ہے۔(4)

امام علامہ بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: غیبت زنا سے زیادہ شدید ہے۔ کیونکہ زنا کرنے والا توبہ کرسکتا ہے اور غیبت کرنے والے کے لیے کوئی توبہ نہیں۔(5)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت غیاث بن کلوب کوفی رحمہ اللہ کی سند سے مطرف سے اور انہوں نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ گوشت والے گھر کو مبغوض اور ناپسند کرتا ہے۔ تو میں نے مطرف سے پوچھا لحم (گوشت) سے مراد کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: وہ گھر جس میں لوگوں کی غیبت کی جاتی ہے۔ اسی سند کے ساتھ انہوں نے اپنے باپ سے یہ بھی بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو کہ حجام کے سامنے تھا۔ اور وہ مہینہ رمضان المبارک کا تھا۔ وہ دونوں ایک آدمی کی غیبت کر رہے تھے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حاجم (پچھنے لگانے والا) اور محجوم (جس کو پچھنے لگائے گئے) دونوں نے روزہ افطار کر دیا ہے۔ علامہ بیہقی نے کہا ہے: یہ غیاث مجہول راوی ہے۔(6)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک سب سے بڑا ربا یہ ہے کہ آدمی اپنے بھائی کی عزت میں دست درازی کرے۔(7)

1۔ شعب الایمان، باب فی تحریم اعراض الناس، جلد 5، صفحہ 305 (6736)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ ایضاً (6737)

3۔ ایضاً (6739)

4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 306 (6741)

5۔ ایضاً (6742)

6۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 307 (6743)

7۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 395 (5522)

marfat.com

Marfat.com

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب کوئی آدمی کسی آدمی کی غیبت کرتا ہے تو وہ اسے اس کے بارے خبر نہ دے۔ البتہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غیبت کا کفارہ یہ ہے کہ تو اس سے معافی مانگے جس کی تو نے غیبت کی ہے۔(2)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت شعبہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ شکایت اور تحذیر غیبت میں سے نہیں ہیں۔(3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ بن عیینہ سے یہ قول بیان کیا ہے: تین آدمی ہیں جن کی کوئی غیبت نہیں: ظالم حکمران، فاسق معلن اپنے فسق کے سبب، اور وہ مبتدع جو لوگوں کو اپنی بدعت کی طرف دعوت دیتا ہے۔(4)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اہل بدعت کی کوئی غیبت نہیں۔(5)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے بے شک غیبت اس آدمی کی ہے جو گناہوں کے سبب ملعون نہ ہو۔(6)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے حیاء کا پردہ اتار دیا اس کی کوئی غیبت نہیں۔ بیہقی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔(7)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ کی سند سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم فاجر کے ذکر سے ڈرتے ہو؟ جو اس میں عیوب ہیں ان کو بیان کرو تا کہ لوگ اسے پہچان لیں اور لوگ اس سے بچ سکیں۔(8)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تین قسم کے آدمی ہیں، جن کی غیبت کرنے میں کوئی حرمت نہیں۔ ایسا فاسق جس پر فسق کے سبب لعنت کی گئی ہو۔ ظالم حکمران، ایسا بدعتی جس پر بدعت کے سبب لعنت ملامت کی گئی ہو۔(9)

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن ایک آدمی کو لایا جائے گا۔ ترازو کے ایک پلڑے میں اس کی نیکیاں رکھی جائیں گی اور ایک میں اس کی برائیاں، تو برائیاں بڑھ جائیں گی۔ پھر ایک پرچہ، کاغذ کا پرزہ لایا جائے گا اور اسے نیکیوں کے پلڑے میں رکھ دیا جائے گا۔ تو اس کے سبب نیکیاں بھاری ہو جائیں گی۔ تو وہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! یہ کاغذ کا ٹکڑا کیا ہے؟ میں نے جو عمل بھی رات

1۔ شعب الایمان، باب فی تحریم اعراض الناس، جلد 5، صفحہ 317 (6786)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً (6786)
3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 318 (6789)
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 319 (6792)
5۔ ایضاً (6793)
6۔ ایضاً (6794)
7۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 108 (9664)
8۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 109 (9666)
9۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 110 (9669)

marfat.com

Marfat.com

میں یا دن کے وقت کیا۔ اسے میں نے پہلے پالیا ہے۔ تو اسے یہ بتایا جائے گا۔ یہ وہ ہے جو کچھ تیرے بارے میں کہا گیا حالانکہ تو اس سے بری ہے۔ بس اسی کے سبب وہ نجات پا جائے گا۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ بہتان جو کسی بری الذمہ انسان پر لگایا گیا وہ آسمانوں سے زیادہ ثقیل اور بھاری ہوگا۔

یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ﴿۱۳﴾

''اے لوگو! ہم نے پیدا کیا ہے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے اور بنا دیا ہے تمہیں مختلف قومیں اور مختلف خاندان تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ تم میں سے زیادہ معزز اللہ کی بارگاہ میں وہ ہے جو تم میں سے زیادہ متقی ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ علیم (اور) خبیر ہے''۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہما اللہ نے دلائل میں حضرت ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جس دن مکہ مکرمہ فتح ہوا، تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کعبہ معظمہ کے اوپر چڑھے اور چھت پر اذان کہی۔ تو یہ سن کر بعض لوگوں نے کہا: یہ سیاہ رنگ کا غلام کعبہ کی چھت پر اذان دے رہا ہے اور بعض نے یہ کہا: اگر اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوگا۔ تو اسے بدل دے گا۔ پس یہ آیت نازل ہوئی: یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى الآیہ۔

امام ابن منذر نے ابن جریج سے اور ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں حضرت زہری سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی بیاضہ کو حکم دیا کہ وہ ابو ہند کی شادی اپنے قبیلے کی کسی عورت کے ساتھ کر دیں۔ تو انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ ہماری بیٹیوں کی شادی ہمارے غلاموں سے کرتے ہیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔

امام زہری نے کہا: یہ آیت صرف ابو ہند کے بارے میں نازل ہوئی۔ اور فرمایا: ابو ہند حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حجام تھا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت زہری رحمہ اللہ کی سند سے حضرت عروہ سے اور انہوں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابو ہند کی شادی کر دو اور اس کے ساتھ کسی کا نکاح کر دو۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اسی کے بارے مذکورہ آیت نازل ہوئی۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی بچے کو پیدا نہیں کیا مگر مرد اور عورت دونوں کے نطفہ سے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے: اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سورۂ حجرات کی یہ آیت اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى مکی ہے اور یہ عربوں کے لیے ہے بالخصوص موالی کے لیے چاہے ان کا قبیلہ اور قوم کوئی بھی ہو۔ اور ارشاد

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 159، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com

Marfat.com

گرامی اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ کا مفہوم یہ ہے کہ بے شک تم میں سے زیادہ معزز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وہ ہے جو تم میں سے شرک سے زیادہ بچتا ہے۔

امام بخاری اور ابن جریر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: شُعُوْبًا سے مراد بڑے بڑے قبائل، اور قَبَآئِلَ سے مراد بطون ہیں۔(1)

امام فریابی، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ شُعُوْبًا سے مراد بڑے قبائل اور قَبَآئِلَ سے مراد چھوٹا قبیلہ، خاندان ہے جس کے ساتھ ایک دوسرے کی پہچان کی جاتی ہے۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ قَبَآئِلَ سے مراد افخاذ (چھوٹے قبیلے یا خاندان اور شُعُوْبًا سے مراد جمہور ہیں (یعنی بڑے قبائل، مثلاً مضر وغیرہ)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ شعب سے مراد دور کا نسب ہے۔ اور قَبَآئِلَ جیسا کہ میں نے انہیں یہ کہتے ہوئے سنا کہ فلاں بنی فلاں سے ہے۔(3)

عبد بن حمید اور ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: شُعُوْبًا سے مراد بعیدی نسب ہے اور قَبَآئِلَ سے مراد وہ ہے جو اس کے سوا ہو(4)۔ ہم نے یہ بنائے تا کہ تم یہ پہچان کر سکو کہ فلاں ابن فلاں، فلاں فلاں سے تعلق رکھتا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قَبَآئِلَ سے مراد بڑے بڑے قبائل۔ اور شعوب سے مراد خاندان اور گھرانے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ترمذی، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن اپنی سواری پر کعبہ معظمہ کا طواف کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عصا مبارک کے ساتھ ارکان کا استلام کیا۔ جب آپ باہر نکلے تو اونٹنی کو بٹھانے کی کوئی جگہ نہ پائی۔ چنانچہ آپ لوگوں کے ہاتھوں پر نیچے اترے اور انہیں خطبہ ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی۔ ارشاد فرمایا۔ سب تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے تم سے جاہلیت اور اپنے آباء کے ساتھ اپنی برتری اور تکبر کرنے کے رواج کو ختم فرما دیا۔ لوگ دو قسم کے ہیں: ایک نیک، متقی اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک معزز، اور دوسرے فاجر، شقی اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک حقیر اور ذلیل۔ تمام لوگ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا فرمایا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۝ پھر فرمایا: میں اپنا یہ قول کہہ رہا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے اور تمہارے لیے مغفرت طلب کرتا ہوں۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 160، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 160
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 161-160
5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، حدیث فتح مکہ، جلد 7، صفحہ 405 (36919)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

marfat.com

Marfat.com

امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ایام تشریق کے وسط میں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبۃ الوداع ارشاد فرمایا۔ اور فرمایا ''یٰاَیُّهَا النَّاسُ اَلَا اِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ، اَلَا اِنَّ اَبَاكُمْ وَاحِدٌ، اِلَّا لَافَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلٰى عَجَمِيٍّ وَّ لَالِعَجَمِيٍّ عَلٰى عَرَبِيٍّ وَلَا لِاَسْوَدَ عَلٰى اَحْمَرَ، وَلَا لِاَحْمَرَ عَلٰى اَسْوَدَ اِلَّا بِالتَّقْوٰى، اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ، اَلَاهَلْ بَلَّغْتُ؟ قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ'' اے لوگو! سنو، بلاشبہ تمہارا رب ایک ہے۔ خبردار سنو! بلاشبہ تمہارا باپ ایک ہے۔ کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ کسی عجمی کو عربی پر فضیلت ہے۔ نہ کسی سیاہ کو سرخ اور نہ ہی سرخ کو سیاہ پر کوئی فضیلت ہے۔ مگر تقویٰ کے ساتھ۔ بے شک تم میں سے زیادہ معزز اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سے زیادہ متقی ہے۔ کیا میں نے پیغام پہنچا نہیں دیا؟ تمام نے عرض کی کیوں نہیں یا رسول اللہ! ﷺ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: پس جو حاضر ہیں انہیں چاہیے کہ وہ یہ پیغام غائب تک پہنچا دیں۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے جاہلیت کے غرور اور اپنے آباء کے ساتھ تکبر کرنے کو ختم کر دیا ہے۔ تم سب کے سب حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حواء علیہا السلام کی اولاد ہو (اور اس طرح ہو) جیسے ایک صاع کے کنارے دوسرے صاع کے بالکل برابر ہوتے ہیں۔ بے شک تم میں سے زیادہ معزز اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سے زیادہ متقی ہے۔ پس جو بھی تمہارے پاس آئے اور تم اس کے دین اور اس کی امانت پر راضی اور خوش ہو تو اس کی شادی کرادو۔(2)

امام احمد، ابن جریر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک تمہارے یہ نسب کسی کے لیے باعث حقارت نہیں۔ تم تمام کے تمام حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد صاع کے کنارے کی طرح ہو۔ اسے مکمل نہ بھرو۔ کسی کو کسی پر کوئی فضیلت نہیں مگر دین اور تقویٰ کے ساتھ۔ بے شک قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمہارے حسب و نسب کے بارے میں تم سے سوال نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے زیادہ معزز وہ ہے جو تم میں سے زیادہ متقی ہے۔(3)

امام حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا میں نے تمہیں حکم دیا اور تم نے اس عہد کو ضائع کر دیا جو میں نے تم سے لیا اور تم نے اپنے نسبوں کو بلند کر لیا۔ اور آج کے دن میرا نسب بلند اور ارفع ہے۔ اور تمہارے نسب حقیر اور ذلیل ہیں۔ متقی کہاں ہیں؟ متقی لوگ کہاں ہیں؟ بے شک تم میں سے زیادہ معزز اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سے زیادہ متقی ہے۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

1۔ شعب الایمان، باب فی حفظ اللسان، جلد 4، صفحہ 289 (5137)، دارالکتب العلمیہ بیروت　2۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 288 (5136)

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 161، داراحیاء التراث العربی بیروت

marfat.com

Marfat.com

فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا۔ اے لوگو! بے شک میں نے نسب بنایا اور تم نے بھی نسب بنائے۔ میں نے تو یہ بنایا کہ تم میں سے زیادہ معزز اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سے زیادہ متقی ہے۔ اور تم نے انکار کر دیا مگر تم نے کہا فلاں فلاں سے معزز ہے اور فلاں فلاں سے معزز ہے۔ بلاشبہ آج میرا نسب بلند اور ارفع ہے اور تمہارے نسب حقیر اور ذلیل ہیں۔ خبردار سنو! میرے دوست متقی لوگ ہیں۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو بندوں کو اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا درآنحالیکہ وہ غیر مختون ہوں گے اور ان کی رنگت سیاہ ہوگی۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میرے بندو! میں نے تمہیں حکم دیا اور تم نے میرے امر کو ضائع کر دیا اور تم نے اپنے نسبوں کو بلند کیا اور انہی کے سبب ایک دوسرے پر فخر کرتے رہے۔ آج کے دن میں تمہارے نسبوں کو حقیر و ذلیل قرار دے رہا ہوں۔ میں ہی غالب حکمران ہوں۔ کہاں ہیں متقی لوگ؟ کہاں ہیں متقی لوگ؟ بلاشبہ تم میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ معزز وہ ہوگا جو تم میں سے زیادہ متقی ہوگا۔

امام ابن مردویہ نے حضرت سعید رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمام کے تمام لوگ حضرت آدم کی اولاد ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا کیے گئے ہیں۔ کسی عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ کسی عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت ہے کسی سرخ کو سفید پر اور کسی سفید کو کسی سرخ پر کوئی فضیلت اور برتری حاصل نہیں مگر تقویٰ کے ساتھ۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت حبیب بن خراش القصری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان بھائی بھائی ہیں کسی کو کسی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں مگر تقویٰ کے ساتھ۔

امام احمد رحمہ اللہ نے بنی سلیط کے ایک آدمی سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اس نے کہا: میں حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ وہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے رسوا کرتا ہے تقویٰ یہاں ہے(1)۔ راوی نے کہا: کہ آپ ﷺ نے یہ کہتے ہوئے اپنے ہاتھ سے سینے کی طرف اشارہ کیا۔ اور جن دو آدمیوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ایک دوسرے سے محبت کی، تو ان کے درمیان سوائے ایسی بات کے کوئی شے تفریق نہیں ڈال سکی جو ان میں سے ایک کرتا ہے اور وہ بات شر ہوتی ہے اور وہ بات برائی اور گناہ کی ہوتی ہے۔

امام بخاری اور نسائی رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: لوگوں میں سے کون زیادہ معزز ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ معزز وہ ہے جو ان میں سے زیادہ متقی ہے۔ صحابہ نے عرض کی: ہم اس کے بارے سوال نہیں کر رہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں سے زیادہ معزز اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت یوسف علیہ السلام ہیں اس لیے کہ ان کے باپ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں، ان کے دادا اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں اور ان کے جداعلیٰ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام ہیں۔ صحابہ نے عرض کی: ہم آپ سے اس کے متعلق سوال نہیں

1۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 69 (109)، دار صادر بیروت (مختصراً)

marfat.com

Marfat.com

کررہے۔ تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم معادن عرب کے بارے مجھ سے پوچھ رہے ہو؟ انہوں نے عرض کی: جی ہاں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہی معزز اور اعلیٰ تھے دور جاہلیت میں اور وہی معزز اور اعلیٰ ہیں دور اسلام میں بشرطیکہ وہ سمجھ لیں۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: تو دیکھ بلاشبہ تو کسی سرخ وسیاہ سے بہتر اور افضل نہیں۔ مگر یہ کہ تو اپنے آپ کو تقویٰ کے ساتھ فضیلت دے۔(1)

امام بخاری رحمہ اللہ نے الادب میں نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں کسی کو نہیں دیکھتا جو اس آیت کے مطابق عمل کر رہا ہو: یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ۔ پس ایک آدمی دوسرے آدمی سے کہتا ہے: میں تجھ سے زیادہ معزز ہوں۔ حالانکہ کوئی بھی کسی سے معزز نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور تقویٰ کے ساتھ۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے الادب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے: تم عزت و کرامت شمار نہیں کرتے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اسے بیان فرما دیا ہے کہ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے زیادہ معزز وہ ہوگا جو تم میں سے زیادہ متقی ہوگا۔ اور تم حسب کو شمار نہیں کرتے حالانکہ تم میں سے حسب کے اعتبار سے افضل وہ ہے جو تم میں سے اخلاق کے اعتبار سے اچھا اور زیادہ حسین ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد رحمہما اللہ نے حضرت درہ بنت ابی لہب سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے کہ ایک آدمی آپ کے سامنے کھڑا ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کون سے لوگ بہتر اور افضل ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں میں سے بہتر اور افضل وہ ہیں جو ان میں سے زیادہ قاری ہیں، اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرنے والے ہیں، لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہیں اور انہیں برائی سے روکتے ہیں اور عام لوگوں سے بڑھ کر صلہ رحمی کرتے ہیں۔(2)

امام احمد، عبد بن حمید، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، طبرانی، دارقطنی اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حسب مال ہے اور کرم تقویٰ ہے۔ حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: صاحب تقویٰ کے سوا دنیا کی کسی شے اور کسی آدمی نے کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش نہیں کیا۔(3)

امام حکیم ترمذی نے حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ تعالیٰ سے ڈرے گا اللہ تعالیٰ اس سے ہر شے کو ڈرائے گا۔ اور جو اللہ تعالیٰ سے نہ ڈرا اللہ تعالیٰ اسے ہر شے سے ڈرائے گا۔

1۔ مسند امام احمد، جلد 5، صفحہ 158، دار صادر بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی البر وصلۃ الرحم، جلد 5، صفحہ 218 (25397)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ مسند امام احمد، جلد 6، صفحہ 69، دار صادر بیروت

marfat.com

Marfat.com

امام حکیم ترمذی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حیاء زینت ہے، تقویٰ کرم و عزت ہے، اچھی سواری صبر ہے اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے خوشحالی اور وسعت کا انتظار کرنا عبادت ہے۔

امام حکیم ترمذی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کے بارے میں خیر کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کی ذات میں غنا اور اس کے دل میں اپنا خوف اور تقویٰ رکھ دیتا ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کے بارے میں شر کا ارادہ فرماتا ہے تو پھر فقر و افلاس اس کی آنکھوں میں ڈال دیتا ہے۔

امام ابن ضریس رحمہ اللہ نے فضائل القرآن میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ایک آدمی حضور نبی مکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی: مجھے نصیحت فرمایئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تجھ پر لازم ہے کہ تو اللہ تعالیٰ سے ڈرے۔ کیونکہ یہ ہر قسم کی خیر اور بھلائی کا مجموعہ ہے۔ تجھ پر لازم ہے کہ تو جہاد کرے۔ کیونکہ یہ مسلمانوں کے لیے رہبانیت ہے۔ اور تجھ پر لازم ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کا ذکر اور کتاب اللہ کی تلاوت کرے۔ کیونکہ یہ تیرے لیے زمین میں نور ہے اور آسمان میں تیرے لیے ذکر ہے۔ اور سوائے نیکی اور خیر کی بات کے زبان کو نہ کھول۔ بے شک تو اس کے سبب شیطان پر غالب رہے گا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابونضرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ ایک آدمی نے حالت خواب میں دیکھا کہ وہ جنت میں داخل ہوا ہے۔ تو اس نے وہاں اپنے غلام کو اپنے سے اوپر بلندی پر ستارے کی مثل دیکھا۔ تو کہا: اے میرے رب! قسم بخدا! یہ تو دنیا میں میرا غلام ہے۔ کس شے نے اسے اس مقام و مرتبہ پر پہنچا دیا ہے؟ تو رب کریم نے فرمایا: یہ عمل کے اعتبار سے تجھ سے زیادہ حسین اور اچھا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے اپنے نسبوں سے وہ کچھ سیکھو جس کے سبب تم اپنے رشتے داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرو گے۔ کیونکہ صلہ رحمی اہل میں محبت کا باعث مال میں خوشحالی کا سبب اور عمر کے بڑھنے کا ذریعہ ہے۔ (1)

امام بزار رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم تمام کے تمام آدم علیہ السلام کی اولاد ہو اور آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا کیے گئے ہیں، قوم کو چاہیے کہ وہ اپنے آباء کے ساتھ فخر کرنے سے باز رہے یا پھر وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سیاہ کیڑے سے بھی زیادہ حقیر ہو جائیں گے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابوریحانہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے نو کفار آباء تک نسب بیان کیا اور ان کے سبب وہ عزت اور بڑائی کا ارادہ رکھتا ہو تو وہ آگ میں ان کے ساتھ دسواں ہوگا۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ، احمد اور مسلم رحمہم اللہ نے حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دور جاہلیت کی چار چیزیں ہیں جنہیں میری امت ترک نہیں کرے گی۔ حسب کے ساتھ فخر کرنا، نسب میں

1۔ سنن ترمذی، باب ما جاء فی تعلم النسب، جلد 2، صفحہ 19، وزارت تعلیم اسلام آباد
2۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 134، دار صادر بیروت

marfat.com
Marfat.com

طعنہ زنی کرنا، ستاروں سے بارش طلب کرنا اور نوحہ کرنا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں دو چیزیں ہیں اور وہ دونوں کافروں کی عادات میں سے ہیں۔ ایک نوحہ کرنا اور دوسرا انساب میں طعنہ زنی کرنا۔

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَ لٰكِنْ قُوْلُوْۤا اَسْلَمْنَا وَ لَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَ اِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴﴾

"اعراب کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے۔ آپ فرمائیے تم ایمان تو نہیں لائے البتہ یہ کہو کہ ہم نے اطاعت اختیار کر لی ہے اور ابھی ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔ اور اگر تم (سچے دل سے) اطاعت کرو گے اللہ اور اس کے رسول کی تو وہ ذرا کمی نہیں کرے گا تمہارے اعمال میں۔ بے شک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: کہ اعراب سے مراد بنی اسد بن خزیمہ کے اعراب ہیں۔ اور وَلٰكِنْ قُوْلُوْۤا اَسْلَمْنَا کے بارے فرمایا البتہ یہ کہو کہ ہم نے قتل اور قید کے ڈر سے اطاعت اختیار کر لی ہے۔(1)

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول ذکر کیا ہے کہ مذکورہ آیت بنی اسد کے بارے نازل ہوئی۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول ذکر کیا ہے کہ یہ آیت تمام اعراب کو شامل نہیں۔ بلکہ اعراب کے کچھ گروہوں کے لیے ہے۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے مجھے اپنی عمر کی قسم! یہ آیت تمام اعراب کے لیے عام نہیں۔ بلاشبہ اعراب میں سے ایسے لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔ البتہ یہ آیت قبائل عرب میں سے ایک قبیلے کے بارے میں نازل ہوئی جو اطاعت اختیار کرتے ہوئے حضور نبی کریم ﷺ پر ایمان لائے اور انہوں نے کہا: ہم نے اطاعت اختیار کر لی ہے اور ہم نے آپ سے جنگ نہیں کی جیسا کہ بنو فلاں نے آپ سے قتال کیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْۤا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت داؤد بن ابی ہند سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ان سے ایمان کے بارے سوال کیا گیا۔ تو انہوں نے یہی آیت تلاوت فرمائی اور کہا کہ اسلام سے مراد اقرار ہے اور الْاِيْمَانُ سے مراد تصدیق ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے اسی آیت کے ضمن میں حضرت زہری رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ہماری رائے یہ ہے کہ اسلام کلمہ (قول) ہے اور الْاِيْمَانُ عمل ہے۔(4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 63-162 2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 163 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 162

marfat.com

Marfat.com

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ کچھ افراد پر مشتمل ایک گروہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ تو آپ ﷺ نے ان میں سے ایک آدمی کے سوا سب کو کچھ عطا فرمایا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ آپ نے ان تمام کو عطا فرمایا اور فلاں کو چھوڑ دیا۔ قسم بخدا! میں تو اسے مومن دیکھ رہا ہوں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یا مسلم۔ آپ ﷺ نے یہ الفاظ تین بار فرمائے۔(1)

امام ابن قانع اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت زہری رحمہ اللہ کی سند سے حضرت عامر بن سعد رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک حصہ تقسیم فرمایا اور کچھ لوگوں کو عطا فرمایا اور بعض دوسروں سے روک لیا۔ تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ آپ نے فلاں فلاں کو عطا فرمایا اور فلاں کو عطا نہ فرمایا حالانکہ وہ بھی مومن ہے۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: مومن نہ کہو۔ بلکہ کہو وہ مسلم ہے۔ اور آگے زہری نے مذکورہ آیت پڑھی۔

امام ابن ماجہ، ابن مردویہ، طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایمان سے مراد دل کے ساتھ معرفت رکھنا، زبان کے ساتھ اقرار کرنا اور ارکان کے مطابق عمل کرنا ہے۔ ''اَلْاِیْمَانُ مَعْرِفَۃٌ بِالْقَلْبِ وَ اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَ عَمَلٌ بِالْاَرْکَانِ''۔(2)

امام احمد اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اسلام اعلانیہ ہوتا ہے اور ایمان دل میں ہوتا ہے۔ پھر آپ نے اپنے ہاتھ سے اپنے سینے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تین بار فرمایا: تقویٰ یہاں ہے، تقویٰ یہاں ہے۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے: یہ اس لیے ہے کہ انہوں نے ارادہ کیا کہ انہیں اسماء ہجرت کے ساتھ پکارا جائے اور انہیں ان اسماء کے ساتھ نہ پکارا جائے جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے انہیں پکارا ہے۔ اور ان کے لیے مواریث چھوڑے جانے سے قبل یہ ہجرت کی ابتدا تھی۔(3)

ارشاد باری تعالیٰ وَ اِنْ تُطِیْعُوا اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ الآیہ کے بارے امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے پڑھا لَا یَلِتْکُمْ یعنی بغیر الف اور ہمزہ کے۔ اور لام کو کسرہ کے ساتھ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک رمضان المبارک کے روزے تم پر فرض ہیں اور رات کے وقت فرض نماز کے بعد نماز (تراویح) پڑھنا تمہارے لیے نفل ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال میں ذرا کمی نہیں کرے گا۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ لَا یَلِتْکُمْ کا معنی ہے وہ تم پر کوئی زیادتی نہیں کرے گا۔
فریابی، عبد بن حمید اور ابن منذر نے آپ ہی سے یہ معنی نقل کیا ہے۔ وہ تمہارے اعمال میں نقصان یا کمی نہیں کرے گا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 162، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، باب فی الایمان، جلد 1، صفحہ 61 (65)، دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 163

marfat.com
Marfat.com

امام طستی نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ نافع بن ازرق نے لَا یَلِتْكُمْ کا معنی آپ سے دریافت کیا۔ تو آپ نے فرمایا: لغت بنی عبس کے مطابق اس کا معنی ہے "لَا یَنْقُصْكُمْ" کہ وہ تمہارے اعمال میں ذرا کمی اور نقصان نہیں کرے گا۔ تو نافع نے عرض کی: کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے حطیہ عبسی کا یہ قول نہیں سنا؟

اَبْلَغْ سُرَاةَ بَنِيْ سَعْدٍ مُغَلْغَلَةً جُهْدَ الرِّسَالَةِ لَا اَلْتًا وَّلَا كَذِبًا

"اس نے بنی سعد کے سرداروں تک پیغام پوری طاقت کے ساتھ پہنچا دیا نہ اس میں کمی کی اور نہ جھوٹ بولا"۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ معنی بیان کیا ہے: لَا یَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَیْـًٔا' کہ وہ تمہارے اعمال کے بارے میں تم پر ذرا زیادتی نہیں کرے گا اور اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۴﴾ کے بارے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ بڑے بڑے گناہوں کی مغفرت فرمانے والا ہے اور اپنے بندوں پر انتہائی رحمت فرمانے والا ہے۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا وَ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ﴿۱۵﴾ قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِیْنِكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۱۶﴾

"(کامل) ایماندار تو وہی ہیں جو ایمان لے آئے اللہ اور اس کے رسول پر پھر (اس میں) کبھی شک نہیں کیا اور جہاد کرتے رہے اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں۔ یہی لوگ راست باز ہیں۔ آپ فرمائیے کیا تم آگاہ کرتے ہو اللہ کو اپنے دین سے۔ حالانکہ اللہ جانتا ہے ہر اس چیز کو جو آسمانوں میں اور جو زمین میں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو اچھی طرح جاننے والا ہے"۔

امام احمد اور حکیم ترمذی رحمہما اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا میں مومنین تین اجزاء میں منقسم ہیں: ایک وہ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان لائے پھر اس میں کبھی شک نہ کیا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کرتے رہے۔ دوسرے وہ لوگ جنہوں نے آپ کو اپنے مالوں اور اپنی جانوں پر امین بنایا۔ پھر تیسرے وہ جنہیں کوئی حرص اور طمع پیش آیا تو اسے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر چھوڑ دیا۔ (1)

یَمُنُّوْنَ عَلَیْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا ؕ قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَیَّ اِسْلَامَكُمْ ۚ بَلِ اللّٰهُ یَمُنُّ عَلَیْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِیْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۱۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ اللّٰهُ بَصِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸﴾

1۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 8، دار صادر بیروت

marfat.com

Marfat.com

''وہ احسان جتلاتے ہیں آپ پر کہ وہ اسلام لے آئے۔ فرمائیے مجھ پر مت احسان جتلاؤ اپنے اسلام کا۔ بلکہ اللہ نے احسان فرمایا ہے تم پر کہ تمہیں ایمان کی ہدایت بخشی اگر تم (اپنے ایمان کے دعویٰ میں) سچے ہو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کے سب چھپے بھیدوں کو خوب جانتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ خوب دیکھ رہا ہے جو تم کر رہے ہو''۔

امام ابن منذر، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے سند حسن کے ساتھ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ عرب کے کچھ لوگوں نے کہا: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم۔ ہم اسلام لے آئے اور ہم نے آپ سے کوئی قتال نہیں کیا جیسا کہ بنی فلاں نے آپ سے قتال کیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا الآیہ۔

امام نسائی، بزار اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بنو اسد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم، ہم اسلام لے آئے۔ عربوں نے آپ سے قتال کیا اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قتال نہیں کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔

امام ابن ضریس اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے تورات کی جگہ سبع عطا فرمائی گئی اور مجھے انجیل کی جگہ مثانی عطا فرمائی گئی اور مجھے فلاں فلاں زبور کی جگہ عطا کی گئی اور مفصل کے ساتھ مجھے فضیلت عطا فرمائی گئی۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب مکہ مکرمہ فتح ہوا تو لوگ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم بلاشبہ ہم اسلام لائے اور ہم نے آپ سے کوئی قتال نہیں کیا۔ جیسا کہ بنو فلاں نے آپ سے قتال کیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بنی اسد کی دس افراد پر مشتمل ایک جماعت نویں سال کی ابتدا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی۔ ان میں حضرمی بن عامر، ضرار بن ازور، وابصہ بن معبد، قتادہ بن القائف، سلمہ بن حبیش، نقادہ بن عبداللہ بن خلف اور طلحہ بن خویلد سب موجود تھے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت اپنے اصحاب کے ہمراہ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ تو انہوں نے سلام کیا اور ان کے متکلم (کلام کرنے والا) نے کہا: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے شہادت دی ہے کہ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے اور آپ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ کے پاس حاضر ہوئے ہیں اور آپ نے ہماری طرف کوئی پیغام نہیں بھیجا اور ہم اپنے پیچھے والوں کے لیے باعث سلامتی وصلح ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔

امام طبرانی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے رب نے مجھے تورات کی جگہ سات طویل سورتیں اور انجیل کی جگہ مجھے مئین عطا فرمائیں اور پھر مفصل کے سبب مجھے فضیلت عطا فرمائی گئی۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول ذکر کیا ہے کہ طول تورات کی جگہ ہیں، مئین انجیل کی طرح ہیں، مثانی زبور کی جگہ ہے اور اس کے بعد سارے قرآن کو دیگر کتب پر فضیلت دی گئی ہے۔

marfat.com

Marfat.com